Peer: Imamuddin

~~P. [illegible]~~ Di

بسم الله الرحمن الرحيم

I begin by the name of God.

I pray By The name the God

I beg to pardon

My Dear Sir

I am very much Thank-

full to you.

سنسنی خیز ناول

بہادر زن

حصہ سوم

خوفناک کمائی

از قلم منشی جنیشر داس صاحب گوہر

بفرمائش

لالہ رام داس بھاٹیہ تاجر کتب و مالک

بھاٹیہ بک ڈپو اندرون لوہاری گیٹ لاہور

قیمت ۱۲/

دگروہر سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ لال چند مینیجر چھپا

بہادر رہزن

حصہ سوم

موسوم بہ

خوفناک گھاٹی

میں اپنے خیمہ کو لوٹ آیا اور دیکھا کہ زہرہ اور بڑھیا دونوں اپنی چادر اوڑھے بیٹھی آگ تاپ رہی ہیں جو انھوں نے پھونس بچانس سے بال رکھی تھی میں نے مختصر انھیں وہاں سے روانہ ہو جانے کی ضرورت سمجھا دی اور کہا مجھے نہایت افسوس ہے کہ اس وقت میں تمہارے ہمراہ نہیں چل سکتا کیونکہ ہم لوگوں نے اس بارے میں مشورت کی تھی۔ پس یہی صلاح ٹھہری کہ دونوں کی محافظت کے لیے اسوقت ہم لوگوں کا علیحدہ ہو جانا ہی واجب ہے۔ اللہ جو میرے دل کو دیکھتا ہے جانتا ہے کہ جب تک میں تم سے جدا رہوں گا اس قدر فرقت کے نالے کھینچتا رہونگا کیونکہ اسی وقت سے جب میں نے تمہیں پہلی مرتبہ دربار میں دیکھا تھا میرا دل تمہاری خوبصورتی کے باعث ہاتھ سے جاتا رہا ہیں جیسی مایوسی مجھے اُس وقت اس بات کے لیے تھی کہ تم ہرگز میری نہیں ہو سکتی ویسا ہی رنج مجھے اس وقت تم سے جدا ہونے کا ہے۔

پھر وہ نہایت زور زور سے روتی تھی آخر کار اُٹھی اور اپنا چاند سا مکھڑا دکھلا میرا

ہاتھ پکڑ کر بولی۔ مجھے اب اپنے لئے کچھ بھی خوف نہیں مگر فقط تمہارا خطرہ ہے۔ میں بغیر عذر جاتی ہوں کیونکہ میں خود دیکھتی ہوں کہ اس وقت ہمیں جدا ہو جانا کس قدر ضرور ہے۔ مگر پیارے مجھ سے اقرار کرو کہ تم عرصے تک مجھ سے جدائی کا دم نہ بھروگے بس میری خاطر اتنے ہی میں ہو جائے گی ٭

میں نے کہا۔ بس صدود آمیز ہے کل شام یا پرسوں صبح کو ہم یہاں سے روانہ ہوں گے اور جہاں ایک مرتبہ چلے کہ میں فوراً آ کے آ کر تم سے ملوں گا میرے والد اور دوسرے لوگ آہستے آہستے پیچ آتے رہیں گے ٭

اُس بڈھی نے پوچھا تو ہم لوگ کس راستے جائیں ٭

میں نے کہا نرمول سے چونکہ وہ راستے سے باہر ہے اسی لئے ہم لوگوں نے اُسے پسند کیا۔ یہ اغلب نہیں کہ نواب صاحب کے لوگ اگر کوئی تلاش میں نکلیں بھی تو اُس طرف کا راستہ لیں ٭

اس نے کہا آپ بجا کہتے ہیں وہ اس طرف ہرگز نہ آویں گے مگر میں ذرا کل اُس کی شکل دیکھنے پائی جب اُسے اس مینا کے اڑ جانے کی خبر معلوم ہوگی ٭

میں نے کہا۔ میں کیا پرواہ کرتا ہوں مگر جب اس کی شہرت پھیلیگی تو میں شہر میں جاؤں گا اور تمام خبر تمہیں آ کر ملنے پر سناؤں گا ٭

بدری ناتھ نے کہا تو اب مجھے رخصت کیجئے اس درمیان میں میرا نام جمال خاں یاد رکھئے اور اسی نام سے راستے میں مجھے دریافت کیجئے گا ٭

میں نے کہا دوست خدا پروردگار ہے میری طبیعت چاہتی ہے کہ اب بھی میں تمہارے ساتھ چلتا ٭

دونوں فوراً تیار ہو گئیں اور میں نے انہیں بارام گاڑی پر سوار کرا دیا ٭

بدری ناتھ نے کہا تو اب میں روانہ ہوتا ہوں۔ ہانکو گاڑی اور تم لوگوں میں سے چند لوگ گاڑی کے جو گرد پاس ہی پاس چلے چلو جیسے کسی عزت دار رئیس کا زنانہ ہو ٭

میں نے کہا۔ اللہ حافظ ہے رسول اللہ مددگار ہے وہ روانہ ہوگئے اور میں
تب تک کھڑا انہیں دیکھتا تھا جب تک وہ موڑ پر میری نظروں سے غائب نہ ہوئے
بعد ازاں میں اپنے خیمے کو لوٹ آیا اور بسبب تھکنے کے جلد سو گیا۔

صبح کو میرے والد نے خیمے میں آکر مجھے جگایا۔ تمام رات باہر رہنے کے باعث
وہ مجھ سے کچھ ناراض تھے انھوں نے کہا کہ گو کہ تم کسی ناقص کام سے نہ گئے ہو تو بھی
وہ کام جس میں تمام شب مشغول تھے۔ لاحاصل و بے فائدہ تھا اب نماز کا وقت
ہے اس کے بعد میں سنوں گا کہ تم کیا کرتے تھے میں اُن کے ساتھ گیا اور بعد
نماز ختم کرنے کے انھوں نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر کہا۔ کہ رات کا احوال مفصل
بیان کرو۔

میں نے شب کا تمام ماجرا کہہ سنایا اور جانتا تھا۔ کہ اب مجھے لعنت ملامت
و نصیحت ہوگی۔ مگر نہیں میرا تمام احوال سُننے پر وہ خوب قہقہہ مار کر ہنسے اور
زہرہ کے روانہ کر دینے کی ہوشیاری کے لیے ہم لوگوں کی تعریف کرنے لگے۔

آفتاب روشن نہ ہوا کہ شہر میں زہرہ کے نکلے جانے کی شہرت پھیل گئی
سینکڑوں ہزاروں شخص وہاں دوڑ پڑے اور گروہ کے گروہ پھاٹک کے باہر جمع
ہوکر مشورہ کرنے لگے انکی شکل اور خیمے کی طرف اشارہ کرنے سے اُن کا خبث صاف
ہمیں لوگوں پر معلوم ہوتا تھا۔ اور جیسا کہ ہم نے پیشتر ہی گمان کیا تھا عنقریب
۲۰ سوار اور کچھ پیدل سپاہی نزدیک کے پھاٹک سے نکل کر ہمارے خیمے کے
پاس آئے اور اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا ایک یا دو شخص جو اُن میں سردار
تھے میرے پاس آئے اور تیز ہو کر پوچھنے لگے۔ کہ اس خیمے کا مالک و افسر
کہاں ہے؟

میں نے اپنے والد کو پیشتر ہی سمجھا دیا تھا کہ آپ اپنے تئیں سوداگر اور مجھے
سپاہیوں کا جمعدار بتلائیگا اور چونکہ انہیں بھی معلوم تھا کہ میں نے نواب صاحب
کے دربار میں بھی یہ ظاہر کیا تھا وہ میرے کہنے سے خبردار تھے۔

میں نے کہا۔ یہی بندہ ان لوگوں کا افسر ہے کہئے۔ آج علے الصبح نواب صاحب کا کیا فرمان ہے کیا میرے لئے کوئی ایسی خدمت ہے کہ میں اُسے بجا لانے سے حضور پر روشن کردوں کہ حضور کی مہربانی کا میں کس قدر ممنون و مشکور ہوں ٭

اُس نے تیز مزاجی سے کہا کہ جب تک آپ کے خیمہ کی تلاشی نہ ہولیوے تب تک آپ کو یہاں نظربند رہنا ہوگا ایک عجیب واردات ہوگئی ہے اور اُس کا شبہ آپ ہی لوگوں پر ہے ٭

میں نے یک بیک حیرت میں آکر کہا کیا ہم لوگوں پر کس بات کا شبہ ہے خیمہ حاضر ہے آپ بیشک تلاشی لے لیجیئے۔ شاید آپ کے شہر میں کچھ ڈاکہ پڑا اور اس میں کوئی تعجب نہیں کہ اس وحشی ملک میں عزت داروں اور رئیسوں پر شبہ کیا جائے۔ چپ رہو۔ اُس شخص نے کہا۔ ہم لوگ اپنا فرض ادا کرتے ہیں میں سب سے اول اس بات سے نہایت خوش ہوؤں گا۔ کہ جیسے آپ دکھلائی پڑتے ہیں ویسے ہی آپ نے نواب صاحب کے مہانداری کا عوض ہرگز دغابازی سے نہ ادا کیا ہوگا ٭

میں نے کہا۔ اب میں کیا کہوں آپ کے اس کلام پر مجھے نہایت تعجب ہوتا ہے۔ خیر آپ اس مقام کو بخوبی تلاش کرلیجئے اور بعدازاں برائے مہربانی بتلائے کہ یہ کیا بھید ہے ٭

وہ میرے ہمراہ ہوکر خیمے کے نزدیک آیا اور گھوڑے سے اُتر کر مجھے اور اپنے دو تین سپاہیوں کو لیکر اندر دھنسا وہاں کیا تھا دو ایک دری اور چٹائیاں ایک کونے میں بھیجی تھیں کچھ کھانے پکانے کے برتن اور چند گھڑیاں دوسرے گوشے میں پڑی تھیں ٭

نواب صاحب کے اُس سوار نے جس کا نام عظیم خاں تھا کہا۔ یہاں تو وہ نہیں ہے چلو دوسرے خیمے کو تلاش کریں ٭

میں اُن کے ساتھ ساتھ چلا اور والد کے خیمے کے پاس پہنچا میں نے انہیں جھک کر سلام کیا اور کہا چونکہ نواب صاحب کے لوگ آپ کے خیمے کی بھی تلاشی لیا چاہتے ہیں جیسے کہ وہ میرے خیمے کو دیکھ چکے ہیں بہتر ہے کہ آپ اس میں کچھ عذر نہ کریں ورنہ نواب صاحب کو درحقیقت ہم پر شک کرنے کی جگہ ہوگی ٭

والد نے کہا ہرگز نہیں یہ خیمہ حاضر ہے میں نواب صاحب کا غلام ہوں یہ اغلب نہیں کہ مجھ جیسا ضعیف شخص یہاں عورتوں کو چھپا رکھے ٭

پس میرے ہی مانند ان کا خیمہ بھی تلاش کیا گیا اور بعد ازاں دوسرے لوگوں کا بھی ڈیرا دیکھ بھال کیا گیا۔ مگر وہاں کیا ملنا تھا آخر کار وہ سب مایوس ہوگئے۔ اور عظیم خاں نے اپنے سردار سے کہا میں آپ سے وہاں پیشتر ہی کہتا تھا۔ کہ یہاں وہ ہرگز نہ ہونگے۔ میرے کہنے پر اعتقاد رکھئے۔ میں نے وہیں نواب صاحب سے عرض کر دیا تھا۔ کہ یہ اُسی بدمعاش صوفی خاں کا کام ہے ہم سب جانتے ہیں کہ وہ نرسی کے حاکم کا نوکر ہے جو اُس کو نکالا چاہتا تھا بہتر ہے کہ ہم لوگ یہاں فضول وقت ناخراب کر اوس کے پیچھے جاویں ٭

میں نے کہا۔ کیا ایک لڑکی کا معاملہ ہے۔ اللہ کے واسطے ذرا مجھے سمجھائیے تو یہ کیا بھید ہے۔ میں نے اُس افسر سے کہا تمہارے سر کی قسم مجھے یہ عجیب ماجرا دکھلائی پڑھتا ہے بلکہ مجھے اس بات پر ہنسی آتی ہے کہ فقط ایک ادنے لڑکی کیلئے میرا خیمہ تلاش کیا جائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ کوئی لونڈی ہوگی کہ جو از خود نکل گئی ہو یا کوئی اُس کا آشنا اُسے نکال لے گیا ہو خدا کے واسطے صاحبو کہئے تو کیا ہوا۔

سردار نے کہا۔ شاید آپ کی طبیعت ہنسنے کو کرتی ہو مگر ہم لوگوں کے لئے یہ کوئی ہنسی کی بات نہیں ہے آپ اپنے لوگوں کو ذرا ہٹا دیجئے تو میں تمام قصہ آپ کو کہہ سناؤں ٭

میں نے اپنے لوگوں کو جو تمام جمع ہوگئے تھے ڈانٹ کر کہا ہٹ جاؤ یہ بات

تم لوگوں کے سننے کے قابل نہیں ہے اور سب کے سب ہٹ گئے۔ اُس نے کہا ماجرا یہ ہے۔ کہ نواب صاحب کے زنانخانہ میں ایک طوائف نہائت خوبصورت وپریزاد اور علم کی پوری کل رات تک تھی۔ مگر آج علے الصبح جو دیکھا گیا تو اُس کا کمرہ خالی ہے۔ اس کے پلنگ کے چاروں طرف خونی نشانات پائے جاتے ہیں اُس کے سر کے بال اور پہننے کے کپڑے بھی خون آلودہ کمرہ میں بکھرے پڑے ہیں رات کو کسی طرح کا شوروغل یا ہنگامہ بھی نہیں ہؤا اور پھاٹکوں پر سابق دستور پہرہ تھا اور وہ تمام رات بند تھے ہمیں تو یہ شیطان کا کام جان پڑھتا ہے کہ ایسی واردات ہوگئی ہم نہیں کہہ سکتے کہ کوئی ہماری داڑھی پر خاک ڈال گیا تو بصاحب غصہ میں لال ہوکر دیوانوں کی مانند خفا ہو رہے ہیں تمام زنانخانہ میں واویلا مچا ہے اور سب سے بھاری آفت تو یہ ہے کہ اون کا سخت حکم ہے کہ اگر تین دن کے اندر وہ لائی نہ جاوے گی یا اُس کا پتہ نہ لگیگا تو تم سب نوکری سے برطرف کر دئے جاؤگے +

میں اور میرے والد دونوں نے کہا خدا کی رحمت یہ جائے تعجب ہے کیا آپکو کسی پر شک شبہ نہیں ہے کہ کس نے یہ گستاخی اور کارروائی ناگہانی کی ہے اُس نے کہا۔ پہلے تو آپ لوگوں ہی پر شک ہؤا تھا۔ کیونکہ آپ کا گروہ زیادہ ہے اور آپ لوگ مسافر ہیں۔ اسلئے ہم لوگوں کو حکم ہؤا ہے کہ آپکی خانہ تلاشی کی جائے مگر یہاں تو ہم لوگ سوائے اسباب وگھوڑیوں کے اور کچھ نہیں پاتے ہیں اور در حقیقت آپ لوگ ایسے شخص نہیں ہیں کہ اُسے نکالیں۔ کیونکہ میں خیال کرتا ہوں کہ شاید آپ نے اُسے دیکھا بھی نہ ہوگا +

میں نے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ انہی میں سے کوئی طوائف ہوگی جو جو اُس دن دربار میں حاضر تھی جب میں نواب صاحب کی قدمبوسی کے لئے گیا تھا +

اُس نے کہا۔ شاید کہ وہ دیکھنے میں کچھ خوبصورت تھی +

مینے کہا۔ ہاں۔ ایک تو اُن میں سے کچھ بھی اور گوری تھی اور دوسری کچھ ناٹی تھی۔ گو کہ وہ اتنی گوری تو نہ تھی تاہم نہایت حسین تھی ؛

اُس نے کہا۔ بس وہی لڑکی ہے۔ مینے بھی اُسے دو ایک مرتبہ جب کبھی شب کو دربار میں جانا ہوا تو دیکھا ہے مگر ہم لوگ ناحق فضول یہاں وقت خراب کر رہے ہیں آپ لوگ اعتقاد رکھیئے کہ ہمیں کسی طرح کا شک وشبہ آپ لوگوں پر نہیں ہے ؛

میں نے کہا۔ امید ہے۔ کہ آپ لوگوں کے اس عمدہ خیال کا عمدہ اثر ہوگا۔ مگر میری یہ التجا ہے کہ آپ ہماری طرف نواب صاحب کی غمخواری اور ہمدردی ظاہر کیجیئے گا اور کہئے گا کہ اگر حکم ہو تو ہم لوگ حضور میں خود حاضر ہوں۔ اس نے کہا بیشک میں عرض کروں گا۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ شاید آپ کو حضور نہ بلاویں کیونکہ اس وقت انہیں نہایت رنج ہے۔ کچھ اس لڑکی کے نکل جانے کا چنداں افسوس نہیں ہے مگر اس بے عزتی پر زیادہ صدمہ اور خیال ہے اب میں رخصت ہوتا ہوں ؛

وہ تو سلام کر کے روانہ ہوا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد ایک نوکر نواب صاحب کا کچھ پھل اور میوے لیکر آیا اور بولا کہ نواب صاحب نے آپ لوگوں کیلئے یہ سوغات بھیجی ہے اور فرمایا ہے کہ مجھے نہایت افسوس ہے کہ میں اس وقت آپ لوگوں کی ملاقات نہیں کر سکتا اور مجھے اس بات کا سخت رنج ہے کہ بسبب ضروری امر کے آپ کا خیمہ تلاش کیا گیا۔ ہم لوگوں نے اُسے کچھ انعام دیکر روانہ کیا اور دوبارہ اپنی ہمدردی ظاہر کی۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نواب صاحب سے عرض کر دونگا۔ مینے والد سے کہا۔ کہ اب یہ مقام ہم لوگوں کے ٹھہرنے کے قابل نہیں ہے فوراً یہاں سے روانہ ہونا چاہیئے۔ آج سہ پہر کی روانگی کے بارے میں آپکی کیا صلاح ہے اُنہوں نے کہا بہتر ہے۔ لوگوں سے کہدو کہ وہ تیاری کریں ؛

تیسرے پہر ہم لوگ نرمول کو روانہ ہوئے۔ اور چونکہ نواب صاحب یا اُن کی تکلیف کا حال پھر کچھ نہ پایا۔ ہم لوگوں کا خطرہ تمام جاتا رہا مگر نواب صاحب کے نوکروں کے جانے کے بعد جب تک ہم لوگ اُس شہر میں رہے تب تک برابر اس

بات کا خوف تھا۔ کہ کسی طرح ہم لوگوں کا راز ظاہر نہ ہو جائے۔ کہیں وہ بھٹیارا ہم لوگوں کا مال نہ کھدے گو کہ وہ ہمارا ارادہ نہ جانتا تھا تاہم اُس کے ساتھ ہمارا رہنا اور آدھی شب زہرہ کا غائب ہو جانا کافی تھا کہ اُسے اِسبات کا شک دلادے کہ شاید ہم لوگ کسی عورت کے فراق میں لگے تھے مگر قسمتوں سے ایسی کوئی بات نہ ہوئی اور عمر خیر سے روانہ ہو گئے تیسرے دن ہم لوگ نرمدل پہنچ گئے +

شہر میں داخل ہوتے ہی میں نے دیکھا کہ بدری ناتھ مٹرک کی طرف پیٹ کئے ایک دکان میں بیٹھا کسی معزز آدمی سے باتیں کر رہا ہے۔ جو دیکھنے سے مسلمان معلوم پڑھتا تھا۔ اس نے مجھے نہ دیکھا۔ مگر جب میں نے اُسے جمال فانی کے نام سے پکارا تو وہ فوراً اُٹھ کھڑا ہوا مجھے گھوڑے سے اتر بغل گیر ہو گیا +

میں نے آہستے سے تاکہ وہ دوسرا شخص نہ سن سکے۔ پوچھا کہ سب خیریت ہے نا +

اُس نے جواب دیا ہاں کسی بات کا خطرہ نہیں ہے۔ مگر وہ تمہارے دیکھنے کے لئے نہایت بے چین ہے؟

صاحب میں فوراً زہرہ کے پاس پہونچا۔ اور جاتے ہی اُسے چھاتی سے لگالیا۔ وہ مجھ سے نہایت محبت سے ملی بعد ازاں چند معمولی شکایتوں کے جو بسبب میرے دیر کے ہوئی تھیں۔ اُس نے راستے کی تمام کیفیت اور سفر کی کھکاوٹ بیان کی۔ اِس کے بعد ہم لوگ بڑی محبت سے باتیں اور پیار کرنے لگے جو فقط وہی لوگ جانتے ہیں۔ جنہیں کبھی ایسے خوف و خطر کے موقع پر معشوقہ کی جدائی کا صدمہ دل پر پہونچا ہو بچھ دیر تک یونہی اُس سے باتیں کر کے میں پھر بدری ناتھ سے آکر ملا اور پوچھا کہ یہ کون شخص تھا +

اُس نے کہا کہ جہاں تک میں اس کی باتوں سے دریافت کر سکا مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسے کسی نہایت ضروری سبب سے یہاں کا رہنا

خطرناک معلوم ہوتا ہے - اور وہ فوراً روانہ ہوا چاہتا ہے - مدعا یہ ہے کہ اُس نے کچھ سرکاری روپیہ ہضم کرلیا ہے - اور اس کی محافظت یہاں سے بھاگ جانے ہی میں ہے - میں نے اُس سے کہا ہے - کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آنے والے ہیں - اگر تمہاری خوشی ہو تو ہم لوگوں کے ساتھ نکل ملنے کا اچھا موقع ہے - پھر بدری ناتھ میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ جانتے ہیں - کہ جہاں ایک مرتبہ کوئی شخص میری نگاہ پر چڑھ گیا - پھر میں نے اُسے ہرگز ہاتھ سے جانے نہیں دینا بس اب اس لیے جو میں آپ سے بیان کر چکا ہوں - اور دوئم اُس کے پاس کچھ مال بھی معلوم ہوتا ہے کیوں سمجھے نا +

میں نے سن کر کہا ہاں خوب سمجھتا ہوں - آپ کی باتیں عجیب ہیں - میں دلو جان سے آپ کا مددگار ہوں - خیر تو اب کیا کرنا چاہیئے +

بدری ناتھ نے کہا ابھی یہ کہنا مشکل ہے - کیونکہ میں نہیں جانتا - کہ وہ کہاں رہتا ہے - لیکن اُس نے مجھ سے اقرار کیا ہے - کہ وہ جلد آویگا اور میں کہہ سکتا ہوں - کہ اُسے دیر نہ لگے گی - میں نے کہا خیر تو اُس کے آنے تک ہم لوگ خبر کریں - مگر تب تک میں کچھ کھانا کیوں نہ کھا لوں +

صاحب میں پردے کے اندر چلا گیا - اور وہاں زہرہ کے ساتھ نہایت عمدہ لذیذ کھانا گرما گرم کھا رہا تھا - کہ میں نے بدری ناتھ اور اُس شخص سے صاحب سلامت ہوتے سنی - جب میں کھا سیر ہوا فوراً ہاتھ منہ دھو کر اُن میں آشریک ہوا +

بدری ناتھ نے میری طرف اشارہ کرکے کہا - یہی میرے بھائی ہیں جن کے بارے میں میں نے آپ سے کہا تھا - چونکہ اب یہ بھی آ گئے - تو ہم تو سب یہاں سے ایک ساتھ ہی روانہ ہونگے - اِن کے تمام لوگ باہر خیمے میں ہیں - پھر چونکہ انہیں میرے ساتھ آرام رہتا ہے اِس لیے یہاں چلے آئے ہیں +

مجھ سے اور اُس سے صاحب سلامت ہوئی - میں نے اُس کا خیال اسی طرف لانے کے لئے - بدری ناتھ سے پوچھا - کہ اب روانہ ہونا چاہیئے اور کہا +

مزس میں ہم لوگوں کا ٹھیرنا محض بے موقع ہوا ورنہ اب تک تو ہم لوگ دور نکل گئے ہوتے +

اُس نے بغور میری طرف دیکھا - اور بدری ناتھ سے کہا شاید آپ کچھ دل لگی کرتے ہیں - جو آپ انہیں اپنا بھائی بتلاتے ہیں - آپ کی عمر تو ان سے کہیں زیادہ ہے - ماسوائے اِس کے آپ لوگوں کی شکل میں کچھ مصاحبت نہیں پائی جاتی +

اُس نے کہا ہم لوگ حقیقی بھائی نہیں ہیں - بلکہ راستے میں برادر لگتے ہیں - آپ جانتے ہی ہیں - کہ چھوٹے بھائی کو بھی بھائی کہکر پکارتے ہیں +

اُس نے پوچھا تو یہ کیونکر ہوا یہ چھوٹے ہو کر آپ لوگوں کے جمعداری کے عہدے پر نہیں ہیں +

بدری ناتھ نے کہا - اِس کا قصہ نہایت طول وطویل ہے آپ سن سنتے اکتا جائیں گے بس اتنا ہی کہنا کافی ہے - کہ یہ ہمارے والد کے بڑے بھائی لڑکے ہیں - جن کی شادی میرے والد کے شادی کے بہت روز بعد ہوئی تھی یہ اُن کی دوسری شادی تھی - پہلی بی بی اُن کی لاولد فوت ہو گئی تھی - بس سب لوگوں کی دہ میری صلاح سے یہ ہی جمعدار مقرر کئے گئے لیکن میں انہیں اکثر اپنی نیک صلاح دیا کرتا ہوں +

میں نے اپنی شکل ایسی بنالی گویا میں اپنے اُس عہدے کی تعریف سن کر

شرمندہ ہوگیا ہوں - تو بھی میں نے ایسا ظاہر کیا کہ میں بغیر اپنے بھائی کے صلاح کے کوئی کام نہیں کر سکتا ہ

اُس نے کہا آپ کے ملک کا عجیب دستور ہے - سبھی باتوں میں فرق ہے - یہاں اِس کا ٹھیک برخوش ہوتا ہے - خیر تو جمعدار صاحب میں خیال کرتا ہوں - کہ آپ کے بھائی صاحب نے میرے بارے میں بیشک آپ سے سب احوال کہہ دیا ہوگا ہ

میں نے کہا جی ہاں جتنا آپ نے اُن سے کہا ہے - اُتنا تو بےشک انھوں نے مجھے بتلایا ہے - پھر چونکہ ہم دونوں شخص اِس وقت یہاں موجود ہیں - آپ بغیر کے لحاظ کے جو کچھ کہنا ہو - بیشک ارشاد فرما دیں

اُس نے کہا تو مجھے اب اوّل سے کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے - بس اتنا ہی کہنا کافی ہے - کہ کسی سبب سے مجھے یہاں سے حیدرآباد چلے جانے کی سخت ضرورت ہے - وہاں میں اپنے دشمنوں سے محفوظ رہونگا - اِس لئے میری یہ صلاح ہے - کہ اگر آپ راستے میں میری حفاظت اور پوشیدگی کا ذمہ لیویں - تو میں آپ کے ساتھ حیدرآباد تک چلوں ہ

میں نے کہا - ہاں میں اِس کے لئے تیار ہوں - مگر ہمیں بھی تو اس میں خطرہ ہے - کیونکہ ماسوائے حفاظت اور پوشیدگی کے اگر موقع پڑھ جائیگا - تو ہمیں دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑیگا - بس اِن کے لئے کچھ معاوضہ بیشک ہونا چاہیئے اس نے کہا بیشک میں بھی یہ کام کچھ مفت میں نہیں چاہتا اس لئے آپ ہی اپنے شرطوں کا بیان کیجئے ہ

میں نے کہا میں دیکھتا ہوں - کہ آپ فیاض ہیں - اور انشاءاللہ آپ بھی ہم لوگوں کو ایسا ہی پائیگا - شاید ۱۵ اِس کا محنتانہ آپ زیادہ نہ سمجھیں گے ہ

اس نے کہا نہیں نصف تو میں اسی وقت دے دیتا ہوں اور باقی پہنچنے پر دونگا +

میں نے کہا منظور ہے - بس اتنا کافی ہے - اب یہ فرمائیے کہ آپ سفر میں کیونکر چلا چاہتے ہیں - اگر مجھے حکم ہو تو میں وہ طریقہ تبلا دوں کہ آپ کا چلنا ہرگز کسی کو معلوم نہ ہو +

اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا کہئے وہ کیا ترکیب ہے +

میں نے کہا کہ آپ ایک گاڑی یا تو خرید لیجئے اور چند منزلوں تک اسی میں سفر کیجئے میرے بھائی کے ساتھ زنانہ ہے ممکن نہیں - کہ کوئی شخص اس گاڑی کی تلاشی جس میں زنانی سواری ہے +

اس نے کہا اللہ جانتا ہے - خوب عمدہ ترکیب ہے - تعجب ہے کہ مجھے ایسا خیال نہ ہوا تھا - مگر میں جو گاڑی کی تلاش میں جاؤنگا تو میرے بھاگنے کا حال ظاہر ہو جائیگا +

بدری ناتھ نے کہا آپ کے تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے - مجھے روپیہ دیجئے - سو روپیہ بہت ہے - اور میں جا کر گاڑی خرید لاتا ہوں جو کچھ بچیگا آپکو حساب سمجھا دونگا +

اس نے کہا میرے اونٹ گھوڑے اور نوکروں کا کیا بندوبست ہوگا +

میں نے پوچھا وہ کتنے ہیں +

اس نے کہا دو اونٹ دو گھوڑے ہیں اور تین یا چار نوکر بھی ہیں جنہیں میں اپنے ساتھ لیجایا چاہتا ہوں +

میں نے کہا تو ان سبھوں کو آج شب کو میرے خیمے میں بھیجدیجئے انہیں کوئی نہ دیکھے گا اور اگر ضرورت ہوگی تو پیشتر روانہ کردئے جائیں گے +

اس نے کہا آپ لوگ بڑے تیز فہم ہیں - جس ترکیب کے خیال میں

شب و روز گاتا رہتا تھا اسے آپ لوگوں نے آنا فانا میں نکال لیا - اب میں دیکھتا ہوں - کہ فضول وقت ضایع کرنے کا موقع نہیں ہے لہٰذا اب مَیں روپیہ لانے اور اپنے لوگوں کو تیار ہونے کی ہدایت کرنے جاتا ہوں اتنا کہکر وہ ہم سے رخصت ہوا +

بدری ناتھ نے مجھے کہا شاباش آپنے میرے اشارے خوب سمجھا مچھلی نے چارہ دھر لیا ہے +

میں نے کہا مَیں بھی یہی خیال کرتا ہوں - چاہئیے وہ شخص تحصیلی میں نہایت ہوشیار رہو مگر مجھے یا آپ کو ہرگز نہیں پا سکتا ہوں آپ دیکھتے ہیں کہ جتنا ہم لوگوں سے اُسے خیال کیا تھا - اُس سے وہ کہیں زیادہ امیر ہے - کیونکہ وہ اپنے گھوڑے شتر اور نوکروں کا ذکر ذکر کرتا تھا - ان میں کوئی شک نہیں - کہ اسی سے گہرا مال ہاتھ لگے گا +

میں بدری ناتھ وہیں چھوڑ کر فوراً والد کے پاس پہنچا - مگر جاتے وقت اس سے کہہ گیا - کہ اگر میرے آنے کے پیشتر وہ شخص آجاوے تو آپ اُس کا بندوبست کر رکھنے گا +

والد مجھے دیکھ کر حیرت میں آ بولے مجھے تو تیرے جلد لوٹنے کی کوئی امید نہ تھی - کہو آنے کا کیا سبب ہے +

میں نے کہا - جی اُس کی کیا ذکر ہے - میں بسبب ایک ضروری کام کے آپ کے پاس آیا ہوں +

اُس نے کہا ہاں اچھا کہہ فرزند کیا کام ہے +

میں نے کہا شہر میں مَیں اور بدری ناتھ دونوں نے ایک گہرا آسامی ہاتھ کیا ہے - جو پیشتر والوں سے کسی طرح کم نہیں - معلوم پڑھتا ہے اگر آج شام کو دو گھوڑے چند شتر اور نوکر خیمے میں آ دیں تو آپ اُنہیں آرام

ڈیرا دے بیجئے گا - اور صبح کو جتنا ہو سکے حیدر آباد کی طرف روانہ کر دیجئے گا +

والد نے کہا بہت اچھا مگر امیر یہ تو کہو کہ اس میں کسی طرح کا خطرہ یا جوکھم تو نہیں ہے +

میں نے کہا جی جہاں تک میں دیکھتا ہوں - ان میں کوئی خطرے کا مقام نہیں ہے - جو کچھ ہم لوگوں نے کیا ہے - اُسے سن لیجئے تو آپ کو خود معلوم ہو جائیگا - اس معاملہ کو ہاتھ میں لے نا چاہیئے یا نہیں نہیں اگر آپ کو ناپسند ہو گا - تو ہم اسے چھوڑ دینگے اتنا کہکر میں نے تمام احوال اُنہیں مفصل سنا دیا +

اُن نے کہا تم دونوں اپنا کام عمدگی کے ساتھ کرتے ہو - میں تمہاری کاروائی پسند کرتا ہوں - میں گھوڑے اور شتر وغیرہ کہ بآرام جگہ دونگا اور آج ہی شب کو قبر کھودنے والوں کو بھی روانگی کا حکم دیا جائے گا کل صبح یا شام کو ہم لوگ بھی روانہ ہو جائیں گے +

میں کچھ دیر وہاں ٹھہر کر پھر شہر کو واپس آیا دیکھا تو بدری ناتھ مکان پر نہیں ہے - مجھے اُس کے لئے وہاں شام تک ٹھہرنا پڑا - مگر میں اس عرصے میں اپنی معشوقہ سے دل بہلاتا تھا - اور وقت کا گزرنا کچھ بھی معلوم نہ ہوا - اُس کے واپس آنے پر میں اُس کے ساتھ ایک گاڑی اور بیل دیکھکر نہایت خوش ہوا چونکہ یہ سب سامان اس نے ایک طوایف سے خرید اتھا - اس لئے اس گاڑی میں پردہ وغیرہ قابل عورتوں کی سواری کے تمام درست تھا +

جب گاڑی مکان پر پہونچی بدری ناتھ نے ہانکنے والوں کو دو چار تنکے دے کر روانہ کر دیا اور مجھ سے کہا - پچاسویں روپیے کی خرید ہے - سودا سستا ہوا تھا - اب فقط اس کے سواری کی فکر کرنا چاہیئے +

میں نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ کیا آپ کو پورا اعتقاد ہے کہ وہ چلے گا۔

بدری ناتھ نے جواب دیا۔ مجھے پورا اعتقاد ہے۔ وہ یہاں کے حاکم سے اس بہانے پر رخصت لینے گیا ہے۔ کہ وہ اپنا تمام کام کر چکا اس نے اپنے شتر اور نوکروں کو یہ سخت حکم دے کر ہمارے خیمے میں بھیج دیا ہے۔ کہ وہاں کا افسر جو حکم دے اس کی تعمیل کرنا اور میں نے خود اُنہیں آپ کے والد کے پاس بھیج کر یہ سمجھا دیا ہے۔ کہ تم لوگوں کو جو کچھ کرنا ہو گا وہ بتلا دیں گے۔ وہ شخص خود آپ ہی آدھی رات کو یہاں آوے گا۔

میں نے کہا انشاء اللہ ہم لوگ قسمت ور ہیں دیکھئے سبھی باتیں درست دکھلائی پڑتی ہے۔

ہم لوگوں نے جونہی اپنی تمام تیاری ختم کی کہ وہ ہمارا دوست آ گیا اس وقت رات بھی تاریک تھی۔ پس اُسے آتے کسی نے نہ دیکھا۔ اور چونکہ چونکہ ہم لوگوں نے گاڑی خرید رے جانے کی خبر اُسے بھیج دی تھی۔ وہ اپنے ساتھ تمام بیش قیمتی اسباب بھی لیتا آیا تھا۔ ایک نوکر کے سر پر ایک گٹھڑی نہایت مضبوطی سے موم جامے میں بندھی تھی اور اُس کا بستہ اور حقہ بھی ساتھ تھا۔

اس نے آتے ہی پوچھا کوئی چیز چھوٹ تو نہیں گئی۔

میں نے کہا جی نہیں سب تیار ہے۔ فقط آپ ہی کے آنے کی دیر تھی۔ میں خود پھاٹک پر گیا تھا۔ اور پہرے والے سے کہہ آیا ہوں۔ چونکہ ہمیں منزل دور دراز طے کرنا ہے۔ اس لئے آدھی رات کچھ دیر بعد ہم مع دو گاڑی اور اپنے لوگوں کے ادھر سے گذریں گے۔

اس نے کہا بہتر ہے۔ اچھا یہ روپے لیجئے اور اس نے ہمیں ۵۰ روپے

گِن لئے +

میں نے کہا بس اب کسی بات کی ضرورت نہیں - مگر ابھی تک آپنے اپنا اسم شریف مجھے نہ بتلایا برائے مہربانی اُس سے بھی آگاہ کیجئے +

اُس نے جواب دیا تو حال میں آپ مجھے کمال خاں کے نام سے پکاریئے اپنا اصلی نام حیدر آباد پہنچنے پر بتلاؤں گا +

میں نے کہا جی آپ کی مرضی بیشک اصلی نام ظاہر نہ کرنے کا سبب آپ کا واجب ہے - اِس غرض سے میں جیسا آپنے ارشاد کیا کمال خاں کے نام سے کام چل جائیگا - بس تو خاں صاحب جتنا جلد ہم لوگ اِس وقت آرام کرینگے اتنا ہی صبح کل سفر کرنے کے لئے تر و تازہ رہیں گے +

اُس نے کہا میرا کیا - میں کہیں پڑا رہونگا اور آج مجھے نیند بھی خوب آوے گی کیونکہ ان دس گئی دنوں سے بسبب فکر و پریشانی کے میری آنکھ تک نہ جھپکی +

اُس نے اپنی دری بچھائی اور دوپٹہ تان سو رہا ہدری ناتھ بھی اُسی کے پاس لیٹ رہا اور تھوڑی ہی دیر میں دونوں نیند میں بیہوش ہو کر گھنرانٹے مارنے لگے +

میں نے کہا واہ رے قسمت ایک طرف تو وہ شخص پڑا ہے - جو چند گھنٹوں کے بعد اِس دنیائے فانی سے کوچ کر جائیگا اور اسی کے بغل میں اُس کا مارنے والا دونوں بآرام سوئے ہیں - افسوس کہ تھوڑی ہی دیر بعد اُن دونوں کی حالت تبدیلی ہو جائیگی - ایک تو ہمیشہ کے لئے بے خبر ہو کر زمین کے اندر آرام کرے گا - اور دوسرا بیچارہ کہ پھر سے ستاروں کے تلاش میں گھومتا پھریگا یا اللہ تیری مرضی کون جان سکتا ہے +

اس خیال میں بھی سو گیا - ٹھیک معین وقت پر کمال خاں کے آدمیوں نے ہمیں جگایا - اور فوراً روانگی کی تیاری ہو گئی میں نے

زہرہ اور اُس بڈھی کو بآرام ایک گاڑھی میں سوار کرادیا اور دوسری گاڑی میں کمال خاں کو بٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار آگے آگے پھاٹک سے باہر نکل خیمے میں آپہنچا وہاں پہنچتے پہریں سے زہرہ کی گاڑی بیشتر روانہ کردی اور ایک شخص کو کہہ دیا۔ کہ اگر رلستے میں اپنا کوئی (تلنگا) یعنی جاسوس دکھلائی پڑے تو فوراً آکر ہمیں آکر خبر دینا تب میں نے اپنے والد سے ملاقات کی اور پوچھا کہ اپنے نوکروں اور شہبیشوں کے کے لئے کھٹوٹے اور رستمشیاں یعنی ہاتھ پکڑنے والے مقرر کئے یا نہیں ✣

اُس نے کہا میں نے سب مقرر کئے ہیں۔ اور ہر ایک شخص کا کام اس کو بخوبی سمجھا دیا ہے سب سامان درست رہنے پر کسی بات کی مشکل نا پڑیگی مگر کیا تجھے پورا الیقین ہے۔ کہ کمال کے پاس کوئی ہتھیار تو نہیں ہے ✣

میں نے کہا اُس کے پاس فقط ایک تلوار ہے۔ مگر اُس سے کیا ہوتا ہے۔ میں اور ہماری ناتھ دونوں اُس کا بندوبست کرینگے وہ ہرگز لوگوں کا راز پاکر ہوشیار نا ہونے پاوے گا ✣

والد نے کہا تو تم لوگ خوب تیچھے رہو تاکہ اگر کسی طرح کا جھگڑا ہو تو وہ آواز نہ سن سکے اور جس وقت مجھے کوئی تلہا دکھلائی پڑیگا فوراً تمہارے پاس خبر بھیجدونگا اس وقت جیسی مرضی ہو کرنا چاہیئے اسے ہمارے پاس تک لانا چاہئے وہیں کام تمام کردینا ✣

میں نے کہا بہت اچھا جیسا موقع ہوگا دیکھا جائیگا ✣

جس وقت کمال خان نے نوکر چاکر اور میرے آدمی میرے پاس سے ہوکر گذرنے لگے میں اپنے والد کے بندوبست کو دیکھ کر اندر ہی اندر ہی بنہایت خوشس ہوتا تھا۔ ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نہایت ہوشیار

کہ ٹوپٹ اور دوسرے شخص ضرورت پڑنے پر مدد پہنچانے کے لیے
لگے تھے - مگر وہ اس طور سے چلے جاتے تھے کہ شک وشبہ کا نام ونشان
نہ تھا - ہر ایک شخص میرے نزدیک سے گذرنے پر مطلب آمیز نگاہ
سے میری طرف دیکھتا گویا اشارہ سے یہ کہتا تھا کہ اس کے دل کے
لائق شکار ہے - تمام گروہ اور ان کے ہتھیاروں کو چاندنی میں چمکتا دیکھ
کر طبیعت دونی ہوئی تھی +

میں نے خیال کیا کہ جس خوشی کی ذکر میرے والد کرتے تھے وہ بیجا
ہے - سچ ہے دنیا کے دوسرے ادنا روزگاروں میں یہ بات کہاں
پائی جاتی سکتی ہے - یہ سب لوگ میرے ہیں - اب امیر علی کے نام
کا رعب اور خوف غالب ہوگا - مردوں کو اسیر تعجب ہوگا اور عورتیں
جس وقت میرا مال لیں گی - اور میری بہادری کا خیال آنکھیں بند کر
کرینگی گا تو ان کا کلیجہ دھڑکنے لگے گا صاحب میں آپنے تئیں ہرگز نہ روک
سکا - اور یکایک بول اٹھا - کہ اللہ چاہے گا وہ وقت بہت جلد
آویگا ابھی تو فقط آغاز ہے - میں اپنے خیالوں کے پورا کرنے کا جلد
بندوبست کروں گا +

اتنے میں بدری ناتھ نے مجھے پکار کر کہا نارائن کے واسطے کیا کر رہے ہیں
جلد آئیے ہم لوگ آپ ہی کے انتظار کھڑے ہیں +

میں نے گھوڑے کو تیز کیا اور فوراً اسکے پاس پہنچا کمال خان نے
اپنا سر پردے کے باہر نکالا اور پوچھا کہ تمام آدمی جمع ہوگئے +

میں نے کہا ہاں وہ آگے گئے ہیں فقط میں اور میرے بھائی اور
چند لوگ آپ کی محافظت میں چلیں گے +

اس نے کہا درست ہے - اگر میں اس ہیچ میچ کے مارے
سوتے پاؤں تو ذرا لیٹ رہتا ہوں - آہ اگر میں اس قفس میں

بند نہ ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا تو میری طبیعت کیسی خوش ہوتی +

بدری ناتھ نے کہا صبر کیجئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ جلد اس کے باہر آوینگے +

اُس نے کہا دوست جب میرے باہر نکلنے کا خوف جاتا رہے گا میں از خود نکل جاؤں گا - اتنا کہکر پھر اُس نے پردہ گرا لیا +

کچھ دیر تک ہم اور بدری ناتھ خاموش چلے گئے چلتے چلتے ایک چڑھائی پر پہنچے معلوم ہوتا تھا کہ یہ راستہ کسی دریا کو جاتا ہے - کیونکہ مجھے ایسا خیال ہوا - کہ دور چاندنی میں میں نے پانی چمکتے دیکھا - جنگل پیشتر سے زیادہ گھنا تھا - اور میں نے بدری ناتھ سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہی مقام ہوگا - یہاں گاڑی کی انتظاری کرنا چاہیئے کیونکہ ہم لوگ بہت دور نکل آئے ہیں +

اُس نے کہا بہتر ہے - گاڑی آتی ہی ہوگی +

اِدھر تو گاڑی کے پہیئے کی گھڑ گھڑاہٹ سنائی دی اور اُدھر وہ شخص بھی پہنچا جسے ہم لوگوں نے بھید لینے کے لئے بھیجا تھا +

اُسے دیکھتے ہی میں نے پوچھا کیا خبر ہے - سب کام درست ہے +

اُس نے کہا مجھے جونہی پہلا بلہاد دکھلائی دیا میں فوراً آپ کے خبر دینے آیا ہوں انہوں نے ایک نہایت عمدہ مقام تجویز کیا ہے - اور میں امید کرتا ہوں - کہ وہ لوگ اپنا کام ختم کرکے فقط آپ کی راہ دیکھتے ہونگے

میں نے کہا بہتر ہے - تو تو لوٹ جا تیرا بیان کچھ کام نہیں ہے مگر وہ بمنت اعرض کرنے لگا کہ مجھے رہنے دیجئے - سو میں نے اُسے رہنے دیا +

جب کماں عال کی گاڑی پہنچی بدری ناتھ نے ہانکنے والے کو اشارہ کیا اس نے بھی سمجھ لیا - اور سر ہلایا کہ میں سمجھتا ہوں +

میں اپنے سائیسوں کو ہوشیار اور خبردار کر کے گاڑی کے پیچھے پیچھے ہو
پیچھے ڈھار پر چلا آدھی دور پہنچکر دیکھا تو سڑک پھر اوپر کو چلتی ہے۔ میں
نے غور کیا کہ یہ مقام ٹھیک ہے۔ گاڑی والے کو بھی یہ بھی خیال ہوا اور
اس نے گاڑی کو راستے سے ہٹا کر ہانکنا شروع کیا ایک پہیا تو اونچے پر تھا
اور دوسرا گڈھے میں پڑا کہ ایکدم گاڑی الٹ گئی اور کمال خاں کو لئے بڑے
زور سے نیچے گری +

ہم سب فوراً اپنے گھوڑے سے اتر کر دوڑ پڑے اور دیکھا کہ کمال خاں
گاڑی کے نیچے دبا ہوا کراہ رہا ہے +

ہم لوگوں نے اسے اٹھا کر نکالا مگر یا تو اسے سخت چوٹ لگی یا وہ
اسقدر دہل گیا کہ بول نہ سکا آخر کار اسے ہوش ہوئی اور اس نے گاڑی
والے کو سخت گالیاں دینا شروع کیا اور مجھ سے بولا +

دیکھتے ہیں۔ جمعدار صاحب کیسی صاف اور چکنی سڑک ہے کہ ایک
کنکر تک راستے میں نہیں۔ بس پر بھی یہ نالائق راستہ چھوڑ کے اونچے
پر لے آیا اور عنقریب میری جان لے چکا تھا +

میں نے کہا اس کی سزا اس غفلت کے لئے بیشک دی جائیگی مگر
خاں صاحب آپ کو چوٹ تو نہیں لگی +

اس نے اپنا داہنا بازو اٹھا کر دکھلایا۔ اور کہا میرے اس بازو
میں سخت درد ہے۔ اللہ کرتا کہ میں بھی اس قفس سے نکل کر گھوڑے
پر سوار ہوتا +

بدری ناتھ نے کہا لاچاری ہے۔ ورنہ یہ کوئی بات نہ تھی خیر ہوئی
کہ آپ کی کوئی ہڈی نہ ٹوٹی آیندہ سے ہم لوگ آپ کے نزدیک رہیں گے
اور اس نالائق بدمعاش کو سخت تاکید رکھیں گے +

اس عرصے میں پھر گاڑی درست کر کے سڑک پر لائی گئی اور

کمال خاں کی چٹائی اور تکیہ اس پر لگا دیئے گئے - جونہی وہ ہم لوگوں کی طرف پیٹ کر ایک ہاتھ سے پردے کی کھونٹی پکڑ پیتے پر رکھ گاڑی سے اندر آنے لگا - جونہی میں نے فوراً رومال اس کے گلے میں ڈالدیا +

یہ کیا بہ بس اتنے ہی لفظ اس کی زبان سے صاف نکلے پھر وہ گلے میں سر سرانے لگا بس فوراً کھونٹی چھوڑ زمین پر آتے آتے بیچ ہی میں اس کا دم نکل گیا +

بدری ناتھ نے کہا شاباش خوب صفائی سے کام کیا اس سے بڑھ کر تو شاید میں بھی نہ کرسکتا - آپ دیکھتے ہی ہیں - کہ اس نے دم تک بھی نہ لیا اب تو میرے صاحب آپ کو اعتقاد ہو گیا ہو گا کہ زمین تک آتے ہی آتے انسان کا کام ختم ہو سکتا ہے +

میں نے کہا میں ایک مرتبہ میں اسے اپنے ہاتھ سے دیکھا چاہتا ہوں کیونکہ یہ کمال خاں چند لمحوں تک گاڑی پکڑے تھا - مگر خیر پھر دیکھا جائیگا - تب میں نے اپنے لوگوں سے کہا اٹھاؤ لاش کو اور گاڑی میں ڈال دو - وقت فضول کرنے کا موقع نہیں ہے - بس اُن لوگوں نے لاش کو گاڑی میں دھر دبا - اور فوراً بیلوں کو ہانک کر ہم لوگ روانہ ہوئے +

راستے میں میں نے بدری ناتھ سے کہا اگر یہ اس ہلنے سے شاید جی اُٹھے تو کیا ہو +

اس نے کہا کچھ خوف نہیں - اگر وہ جی اُٹھیگا تو اُسے پھر مار ڈالے گا - مگر یقین رکھئے - وہ مرگیا ہے - آپکے جھٹکے سے آج تک کسی نے پھر دوبارہ دم نہیں لیا + میں دیکھتا ہوں - کہ آپکے پرانے استاد آپ کو خوب ورزش سکھلائی ہے +

میں نے کہا وہ روز بروز زیادہ ریلٹ ہوتا جاتا ہے - اور اگر اسی وقت مجھے دو تین شخص اور مل جائیں تو میں یقین کرتا ہوں کہ میں بآسانی ان کا بھی کام تمام کر سکوں گا +

بدری ناتھ نے سن کر کہا ٹھیک ہے - مگر جو کچھ آپ نے اس وقت کیا ہے - اتنے ہی سے آسودہ رہئے یہ دیکھئے ہم لوگ پل پر پہنچ گئے سامنے گروہ کے تمام لوگ جمع ہیں +

جونہی ہم لوگ پہنچے والد نے پوچھا کہ اسے لے آئے +

میں نے کہا جی ہاں اس کی مٹی کو گاڑی میں لے آیا ہوں +

تب انہوں نے بدری ناتھ سے میری طرف اشارہ کر کے پوچھا کیا اسی کا یہ کام ہے +

اس نے کہا جی ہاں یہ انہی کی کارروائی ہے - میرے دخل دینے کی ہرگز ضرورت نہ پڑی +

والد نے کہا الحمدللہ یہ لائق فرزند ہے - پھر لوگوں سے کہا کہ اب یہاں ٹھیرنے کا موقع نہیں ہے - تم لوگ دریا کا راستہ لو ہم سب پیچھے سے آجائیں گے +

میں دیکھا کہ اب میری کوئی ضرورت نہیں ہے - سو میں بھی گوداری کو روانہ ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ سب پار اتر چکے ہیں - پس میں بھی فوراً پار ہوا اور زہرہ کی گاڑی کے مقابل پہنچنے کے لئے گھوڑے کو تیز کیا کہ اچھا کوئی بہانہ بنالوں گا جوں جوں میں آگے بڑھتا تھا - مجھے گروہ کے لوگ ملتے جاتے تھے - دس دس یا بارہ بارہ ساتھ چلے جاتے تھے - گو کہ میں نے ہانکنے والے کو تاکید کر دی تھی کہ تیز مت چلانا تو بھی مجھے اتنی دور آنے پر بھی گاڑی دکھلائی نہ دی مجھے زیادہ اندیشہ ہوا اور میں نے گھوڑے کو سرپٹ دوڑایا +

بہتر ہوا کہ میں نے ایسا کیا کیونکہ جونہی میں کچھ دور آگے بڑھا میں نے

شور اور چلاہٹ کی آواز سنی مجھے اسی دم خیال ہوا کہ کہیں اس پر ڈاکا تو نہیں
پڑا اغلب ہے کہ ایسا ہو کیونکہ راستہ تنگ اور دونوں طرف جنگل گھنا تھا
اور گاڑی کے ساتھ تھوڑے لوگوں کو دیکھ کر شاید چوروں نے ڈاکا ڈالا
ہو۔ میں نے فوراً اپنی تلوار کھینچ لی کیونکہ جوں جوں میں آگے بڑھتا تھا شور
اور چلاہٹ تیز ہوتی جاتی تھی۔ چاند اب تک روشن تھا۔ اور میں بخوبی
سکتا تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میرے پانچ چھ آدمی گاڑی کی حفاظت میں اس
کے اردگرد تلوار کھینچے ڈاکوؤں سے لڑ رہے ہیں۔ دو ڈاکو زمین پر گرے
پڑے ہیں۔ اور باقی کے میرے آدمیوں پر تلوار چلا رہے ہیں ایک توان میں
زخمی ہو کر گر پڑا اور باقی کے سب تھک گئے ہیں۔ ترفین کے لوگ اسی لڑائی
میں ایسے مشغول تھے۔ کہ کسی نے بھی مجھے پہنچتے نہ دیکھا میں نے پہنچتے ہی
بسم اللہ کہکر ایک ہاتھ مارا کہ ایک ڈاکو زمین پر گر پڑا اور وہ سب گھبرا
گئے۔ میرے نمک خوار لوگوں نے مجھے دیکھتے ہی جوش پکڑا اور للکار کر
دوبارہ دشمنوں پر ٹوٹے +

کچھ دیر تک اور لڑائی ہوئی میں فوراً گھوڑے سے کود کر اپنی بندوق
نکالی اور اس ڈاکو پر ایک بار ڈالی جو تلوار اٹھائے میری طرف چھپٹا چلا
آتا تھا۔ گولی اس کے بدن کے پار ہو گئی اور وہ گر پڑا اس پر تمام باقی کے تمام
ڈاکو بھاگ گئے۔ ہم لوگوں نے کچھ دور تک پیچھا کیا۔ اور ان میں سے ایک
نوجوان پکڑ لائے باقی کے سب بھاگ گئے +

جب میں گاڑی کے پاس پہنچا۔ میں نے سب سے اول بیچاری زہرہ
کو پیار اور دلاسا دیا جو اپنی بڑھی منزدورنی کے ساتھ مارے خوف کے
اس قدر چلا رہی تھی۔ کہ سمجھو انکا شور گویا آسمان پھاڑے ڈالتا تھا جس
بیان کرنا دشوار ہے۔ میں نے اسے دلاسا دے کر یہ اقرار کیا کہ اب میں

ہرگز تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ تو وہ کسی طرح خاموش ہوئی اور مجھے
اِن چوروں کا قصہ یوں سنانے لگی۔ کہ ہم لوگ چلے جاتے تھے۔ کہ چوروں
نے سڑک کے کنارے جھاڑیوں میں سے پہلے پتھر پھینکنا شروع کیا۔ اور
جب انہوں نے خیال کیا کہ ان کے پاس ہتھیار نہیں۔ جو جھاڑی سے یک
بیک نکل آئے اور لڑائی ہونے لگی۔ وہ زخمی چور چل نہ سکتا تھا اس
لئے وہ لاش کے ساتھ گاڑی میں ڈال دیا گیا اور اس لڑکے کے دونوں ہاتھ
پیٹ پر باندھ اُس کے گلے میں رسّی ڈال کر میں نے اپنے زین سے کس لیا
عنقریب بیس شخصوں کو زخمیوں کی حفاظت میں چھوڑ ہم لوگ فوراً روانہ
ہوئے*

آفتاب نکلنے کے پیشتر ایک بڑے گاؤں میں داخل ہوئے گاؤں والے
اٹھ چکے تھے اور مویشی پھاٹک سے نکل چراگاہ کو جا رہے تھے۔ میں نے
اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ ایک املی کے درخت تلے خیمہ لگاؤ اور میں اپنے
والد اور بدرناتھ کے ساتھ پھاٹک پر گیا اور دریافت کیا کہ اس گاؤں کا
حاکم و یا خاص افسر کہاں رہتا ہے*

بعد کچھ دیر ٹھہرنے کے حاکم نے ہمیں بلایا اور ہم لوگ اس کے مکان میں
داخل ہوئے دیکھا کہ پر آور سے میں جہان وہ اپنا کام کرتا تھا بیٹھا ہے ذات
وہ ذات کا کایت تھا۔ اور عجب ہے کہ یہ لوگ اکثر ہوتے ہیں وہ شخص نہایت
خلیل اور نیک مزاج تھا۔ اس موقع پر میرے والد میری طرف سے بولنے
والے تھے اول تو انہوں نے اپنے تئیں سوداگر اور مجھے سپاہیوں کا افسر
بتلایا دہی امر جیر کے پرانے قصے کے فائق اور پھر اس ڈاکے کا بیان کیا جو
ہم لوگوں پر پڑا تھا۔ اس پر اُسے جلدی اعتقاد نہ ہوتا تھا*

اس نے کہا یہ ممکن نہیں جب سے چند مشہور چوروں کا سر گرفتار
کر کے کاٹا گیا تب سے مدت ہوئی کہ ہر شغل سے اس طرح کے ڈاکے

یا لوٹ کا ذکر تک اس طرف سننے میں نہ آیا آپ کو کچھ صحیح ہو گیا ہو گا
میں نے والد سے کہا کہ آپنے اپنے گھائل لوگوں کا ذکر نہیں کیا اور یہ بھی کہ چند
چور ہمارے ہاتھ سے مارے پڑے ان حضرت کو اعتقاد ہو گا کہ جب یہ انہیں یا
ان بدمعاشوں کی لاش دیکھ لیں گے اور پھر اسکا بھی ذکر کرنا بھول گئے کہ ہم
ان میں سے دو شخصوں کو گرفتار بھی کر لائے ہیں

حاکم نے کہا در حقیقت اگر ایسا ہے - تو بیشک یہ بات ہی دوسری
ہے ہیچ تو یوں ہر روز نا جنا ب کتنے مسافر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں
تک پہنچنے کے لئے مجھ سے سپاہیوں کی درخواست کیا کرتے ہیں - اور بیان
کرتے ہیں - کہ یہاں سے نزول کے راستے میں اکثر خوف رہتا ہے - کہ میں ان
کی کہیں ان کی باتیں سنتے سنتے تنگ آگیا اور مجھے اعتقاد نہیں ہوتا کہ در حقیقت
کوئی خطرہ راستے میں ہے - یا یہ لوگ یوں ہی روز بروز شکایت کیا کرتے
ہیں ٭

والد نے جواب دیا آپ کی عنایت سے ہمارے ساتھ محافظت کی کچھ
کمی نہیں ہے ہم لوگ خود اتنے ہیں کہ اپنی حفاظت آپ ہی کر لیتے ہیں - آپ
سن ہی چکے ہیں - کہ ہم ڈاکوؤں کو مار بھگایا ہم لوگ فقط اتنا ہی چاہتے ہیں
کہ ہمارے زخمی لوگ یہاں منگوا لئے جائیں اور جن بدمعاشوں کو ہم نے گرفتار
کیا ہے - ان کا انصاف کیا جائے ٭

موہن لعل نے کہا یہ ہم لوگ کے لئے نہایت عمدہ ہوتا ہے اگر تمام مسافر
آپ لوگوں کے مانند اپنی حفاظت کر سکتے ملک میں چوروں کی کمی ہو جاتی
کیونکہ پھر ان کے روزگار میں منافع نہ ہوتا مجھے یاد ہے - کہ ابھی آپنے
یہ فرمایا تھا کہ ان میں سے ایک شخص کو جیتا بھی پکڑا ہے - وہ کہاں ہے
شاید اس سے کچھ پتہ لگ سکے ٭

میں نے اس لڑکے کو منگوایا اور اس سے کچھ دیر تک اس کے گروہ

ساتھیوں کے بارے میں چند سوالات کیئے مگر وہ کچھ بھی جواب نہ دیتا تھا آخرکار سوال پوچھنے والا مایوس ہوکر چپ چاپ ہو رہا بدری ناتھ نے کہا یوں تو یہ ایک لفظ بھی نہ کہیگا اسے کوڑے لگائیے ہیں کہہ سکتا ہوں کہ تب یہ ضرور بیان کریگا۔

موہن لعل نے کہا ٹھیک ہے۔ میں بھی کوڑا منگوانے کو ہی تھا یہیں اس نے اپنے ایک آدمی کو کوڑا لانے کے لئے بھیجا اور وہ فوراً لے آیا۔ کوڑے کو دیکھتے ہی وہ چور کانپ اُٹھا اور اس سے پھر پوچھا گیا۔ اب ہی تو کچھ بول اور بتلا مگر وہ خاموش تھا۔

موہن لعل نے کہا اسے پٹک کر کھال کھینچ لو فوراً ان لوگوں نے منہ کے بل پٹک دیا۔ اور ایک مضبوط شخص کوڑے لگانے لگا ہر ضرب پر خون نکلتا تھا۔ مگر اُس نے ایک لفظ بھی منہ سے نہ کہا اور نہ زخم کے لئے چلایا۔

تب ایک شخص جو اسے پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ اس سے بھی کچھ مطلب نہ نکلے گا فوراً ایک تھیلی راکھ منگائیے جہاں اُس کے منہ پر لگایا گیا کہ اُس نے کھولا۔

اتنے میں ایک توڑا گرم راکھ کا بھر کے لایا گیا اور اسکے منہ پر باندھا گیا۔ ایک شخص اسکے پیچھے ہوکر کھڑا ہوا اُس کی پیٹ پر زور سے مکے مارنے لگا۔ تاکہ اس کا دم زور سے چلنے لگے۔ اس سے کچھ کامیابی حاصل ہوئی کیونکہ تھوڑی دیر بعد جب اُسے سخت اذیت پہنچی وہ کچھ بڑبڑانے لگا اور توبڑا اُس کے منہ سے ہٹایا گیا۔

جب اُسے کچھ بولنے کی طاقت ہوئی اس نے کہا کہ آپ مجھ سے کرایا چاہتے ہیں۔ مگر یہ تمام فضول ہے میں یہ خوب جانتا ہوں کہ میرے ساتھی اس وقت کہاں ہیں۔ پر میں ان کے شکست دینے والوں

کو بد عادبنا ہوں اتنا کہکر اُس نے مجھے بہت گالیاں دیں اور میری طرف اشارہ کرکے کہنے لگا تینے ہی میرے والد کو مارا اور چونکہ وہ مرگیئے میں بھی ہرگز جینا نہیں چاہتا جب تمہاری خوشی ہو مجھے پھانسی لٹکا دو۔

موہن لال نے کہا ہاں میں تو اس کے والد کو بھول ہی گیا لاؤ اُسے بھی لاؤ۔

گو کہ میں نے اُسے سخت زخمی کیا تھا۔ مگر مجھے یقین تھا کہ وہ اب تک مرا نہ ہوگا جب لوگ اسے ایک چارپائی پر ڈالکر لائے اس کا دم اس کے لبوں پر تھا۔ وہ بمشکل سانس لے سکتا تھا اور اس کے گلے میں ایک قسم کی کھڑ کھڑاہٹ ہو رہی تھی۔ اس لئے اسے ہم لوگوں نے تکلیف دینا لاحاصل سمجھا مگر اس کے بیٹے سے اقرار کرانے کی کوشش پھر کرنے لگے تو بڑھے بڑھاکر دوبارہ کوڑے لگائے گئے مگر سولئے گالی دینے کے اس نے ایک لفظ بھی نہ قبول کیا۔

موہن لال نے کہا بس اب یہ کسی قبول نہیں کریگا اسے پھانسی لٹکا دو میں ان شریر بدمعاشوں کو خوب جانتا ہوں اگر اسے برس بھر تک اسی طرح ازلیت دتیجے گا۔ تو بھی یہ ایک لفظ نہ قبول کرے گا اس لئے دیر کرنا بالکل لاحاصل ہے۔

والد نے کہا جیسے آپ کی مرضی شاید یہ اس وقت قبول کرے جب اسکے گلے میں رسی دی جائے گی۔

موہن لال نے کہا دیکھیں مگر مجھے امید نہیں ہے۔ اچھا پھانسی والوں کو بلاؤ۔

صاحب یہ کمبخت ہر جگہ رہتے ہیں۔ فوراً حاضر ہوئے اور وہ جوان کے سپرد ہوا۔

چلتے وقت موہن لال نے کہا اب تیرے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے اگر اب بھی تو اقرار کرے تو میں تیری جان بخش تجھے نوکری دے سکتا ہوں اور تیری مدد رکھونگا کہ تجھے کسی طرح کا نقصان نہ ہو۔

اس نے کچھ ہچکچا کر اپنے والد کی طرف دیکھا۔ جس کا دم نکل رہا تھا۔ اور اکھڑ کر ہم لوگوں کی طرف دیکھ کہنے لگا۔

اگر آپ تمام دنیا کی دولت میرے آگے رکھ دیویں تو بھی ایک لفظ نہ بتلاؤں گا اگر میرے والد زندہ رہ کر آپ لوگوں کے اختیار میں رہتے تو میں بیشک تمہاری نوکری منظور کر لیتا مگر اب آپ مجھے ہرگز نہیں بچا سکتے بہتر ہے کہ اپنے ساتھیوں کے ہاتھ سے نہ مر کر آپ ہی کے ہاتھ سے مارا جاؤں کیونکہ میں ان سے بھاگ کر کہیں نہیں بچ سکتا۔

موہن لال نے پھانسی والے سے کہا لے جاؤ اسے اور دیکھو تم لوگ اپنا کام بخوبی انجام دو۔

انہوں نے کہا اور ہمارا سموئی مہاراج اسے مت بھولیے گا۔

اس نے کہا نہیں نہیں جاؤ تمہارا منہ دیکھنے سے پاپ ہوتا ہے اپنا کام ختم کرنے کے بعد کوتوال کے پاس جانا اسے حکم بھیجدیا جائے گا کہ وہ تمہیں ایک بھیڑ اور ایک تمہارے پینے کے لائق شراب دے دے۔

سبھوں نے جھک کر سلام کیا۔ اور اس کمبخت کو لے کر روانہ ہونے لگے۔

میں نے پوچھا اسے کہاں پھانسی دی جائیگی میں چاہتا ہوں کہ میں پھر ایک مرتبہ کوشش کروں کہ یہ اقرار کرکے اپنی جان بخشی یا بھلا آدمی ہو کر رہے۔

موہن لال نے کہا کہیں پھاٹک کے باہر پھانسی دی جائے گی میں

خود اُس مقام کو نہیں جانتا مگر میرے آدمی آپ کو بتلا دیں گے مجھے امید نہیں ہے کہ وہ آپ کے سمجھانے سے مانے اور پھر آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے +

میں نے کہا جی نہیں تکلیف کسی بات کی نہیں ہے۔ مجھے اس کے کرڑے پن پر تعجب معلوم ہوتا ہے۔ اور میں اس کا آخیری دم دیکھا چاہتا ہوں +

بدری ناتھ نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ سو ہم لوگ موہن لال سے رخصت ہو کر جدھر جلّاد گئے تھے اسی طرف روانہ ہوئے +

پھاٹک سے تیر کے بھر کے فاصلے پر دو سو کے سا کھے نیم درخت تھے جن میں توں کا نشان بھی نہ تھا ان کے نیچے جلاد وغیرہ اور ارد گرد گاؤں کے لڑکے اور بہت سے تماشا دیکھنے والے جمع تھے۔ ہم لوگ تیز قدمی سے وہاں پہنچے اور دیکھا کہ تمام تیاری ہو گئی ہے۔ درخت کی ایک شاخ میں پھانسی لٹک رہی تھی اور ایک جلاد ایک طرف درخت تلے بیٹھا کسی پتھر پر چھرا تیز کر رہا تھا۔ اس چھرے کو تیز کرنے سے اس کا کیا ارادہ تھا میں کچھ نہ سمجھا پر چونکہ میرا خاص چور ہے تھا اس لئے میں نے ان سے کچھ نہ پوچھا اس۔ نے دور سے ہمیں آتے دیکھا اور جلادوں سے کہا تھا کہ ان لوگوں کے آنے کے پیشتر مجھے جلد پھانسی چڑھاؤ مگر انہوں نے یہ خیال کر کے کہ شاید ہم لوگ کوئی دوسرا حکم لاتے ہوں ہمارے آنے تک اسے پھانسی نہ لٹکایا میں نے اس چور سے کہا کیا تو زندگی سے ہاتھ دھوے گا تجھے اپنی نوجوانی پیاری نہیں ہے پھر بھی میں تجھ سے اقرار کرتا ہوں اگر تو اب اپنے ساتھیوں کا نام و پتہ بتلا دے تو میں تیری رہائی کرا دوں +

میں نے جلادوں سے کہا ذرا سی ڈھیلی کر دو ایک شخص اسے

پکڑے رہو تاکہ یہ بھاگ نہ سکے۔

میرے اس کہنے پر وہ کچھ مسکرایا اور رسی ڈھیلی کئے جانے پر یوں کہنے لگا کہ:۔

گو کہ میری اس حالت کے باعث آپ ہی ہیں پر چونکہ آپ کو مجھ پر شاید کچھ رحم آیا ہے میں اپنے خون سے آپ بری کرتا ہوں کیونکہ میں خوب جانتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد میری موت ہو گی مگر پھر بھی میں آپ سے کہتا ہوں کہ میری خواہش ہرگز جینے کو نہیں ہے اور آپ یہ امید مجھ سے ہرگز نہ کریں کہ میں اپنے ساتھیوں کو دھوکہ دے کر اپنی جان بخشی کرا لوں گا اگر میرے والد جیتے رہ کر موہن لال کے اختیار میں ہوتے تو شاید میں کسی بات کا یاد کرتا مگر وہ اس دنیا سے کوچ کر گئے ہیں۔ اور میرے چاچا بھی آپ کی گاڑی پر حملہ کرتے وقت آپ کے آدمیوں کے ہاتھ سے مارے پڑے اور اب میرا اس دنیا میں کون ہے جس کے لئے جینے کی پرواہ کروں ایک دن میں میرے تمام میں میرے تمام بکان کا خاتمہ ہو گیا اور یہ ہماری قسمت تھی مگر آپ جا کر ہماری بد عا موہن لال کو دیجئے گا اس نے مارا اور خدا اس کا بدلہ اُس سے لیگا اور اب مجھے بیشک پھانسی چڑھا دیجئے مجھے جو کچھ کہنا تھا میں کہہ چکا:۔

میں کچھ کہنے کو تھا مگر بدری ناتھ نے مجھے روکا اور کہا کیا فائدہ یہ بڑا ضدی ہے اور میرے کہنے پر اعتقاد رکھئے۔ کہ اگر اسکی جان بھی بخش دی جاوے تو یہ دوسرے پہلے آدمیوں کو بد راہ پر چلاوے گا اس لئے اسے پھانسی دینے وہ یہ اسی قابل ہے:۔

جلاد سب میری طرف حکم کے لئے اور میں نے کہا ہاں اپنا کام کر دو دیر کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔ اس لڑکے کی مشکیں پھر دوبارہ کس کر باندھی گئی اور اسے زمین پر پٹک کر جلاد نے جو جھپٹا اتنے کر رہا تھا اس کے دونوں پیر

کی ایڑھی کے پاس سے کاٹ دی اور فوراً اس کے گلے میں پھندا ڈال پھانسی لٹکا دیا اور وہ درخت کی شاخ تلے ادھر میں لٹک کر تڑپنے لگا۔

بدری ناتھ نے آنکھیں پھیر کہا آہ اسے دیکھ کر میری طبیعت کیسی گھبراتی ہے۔ اس سے اور ہمارے کام سے کتنا فرق ہے۔ ان میں تو جو شخص مرنے والا ہوتا ہے۔ اسے رومال گلے میں پڑھتے دیر نہیں ہوتی کہ وہ فوراً کوچ کر جاتا ہے ٭

میں نے کہا آپ صحیح کہتے ہیں۔ ہم لوگوں کا کام بیشک کہیں بڑھ کر ہے مگر یہ پھانسی والے بڑے کمبخت ہیں ان سے آپ اور کیا امید کر سکتے ہیں چلئے اب خیمے کو چلیں والد وہاں ہونگے چلئے دیکھیں کہ کمال خان کہ پاس نے کیا کیا مال دستیاب ہوا ہے ٭

جب ہم لوگ خیمے میں پہنچے دیکھا کہ اسکی سب گھڑیاں کھولی جا رہی ہیں پہلے تو صندوق نکلے اور ان میں کیا ہے ہم دیکھنے کے لئے نہایت بے صبر ہوئے۔ ایک میں تو اس کے سرکاری کاغذات تھے۔ جنہیں میرے دیکھنے کے بعد لوگوں نے فوراً جلا دیا۔ ان کاغذاتوں کے نیچے ایک تھیلی نکلی جس میں سونا بھرا تھا۔ اور جسے بدری ناتھ نے فوراً اٹھا کر سبکو دکھلایا اور کہا ان میں کچھ جمع ہے۔ جو ان ردی کاغذوں سے کہیں بڑھکر ہوگا خیر تو اب دوسرا بکس کھولا جائے ٭

یہ صندوق بھی توڑا گیا اور درحقیقت اس میں بڑا مال نکلا جب اوپر کے کپڑے ہٹائے گئے تو بہت سے چاندی کے سل قطار سے رکھے ہوئے دکھلائی پڑے ٭

انہیں باہر نکالنے پر کچھ کپڑے دکھلائی دیئے اور ان کے نیچے دس سل سونے کے ٹھیک اسی طرح کے بھاری بھاری نکلے ان میں سے

ایک سل اٹھاکر بدری ناتھ نے کہا لبو لباب انکلا اللہ جانے اس میں کتنا ہوگا۔مگر یہ بات اب صاف ظاہر ہے کہ وہ شخص مارنے کے قابل تھا اس نے بیشک کاشتکاروں کو خوب ہی لوٹا ہوگا۔

سونے چاندی کے سل سب میرے والد کے سپرد کردئے گئے کہ وہ بھی پیشتر کی لوٹ کی چیزوں میں شامل کردئے جاویں اب فقط اس کی ہمیانی اور پہننے کے کپڑے دیکھنے باقی رہے گئے اس میں ہم لوگوں کو کچھ بات امید نہ تھی۔

بدری ناتھ نے کہا لڑکے اِدھر دیکھئے ہمیانے میں ایک تھیلی اور بھی بندھی ہے۔

میں نے اس کے ہاتھ سے لے کر کھولنا شروع کیا اور کئی پرت سفید کاغذ کے جنہیں دیکھ کر میں نے کہا ان میں کچھ نہیں ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ کاغذ اس نے لکھنے کے لئے اپنے پاس رکھے تھے۔

والد نے کہا اچھا آخیر تک کھولتے چلو دیکھیں کیا نکلتا ہے۔

بعد تین پرت اور کھولنے کے ایک دوسرا پلندا نکلا جو دھاگے سے بندھا تھا میں نے کہا آخرکار کچھ تو دکھلائی پڑھتا ہے اللہ اکبر یہ درشنی ہنڈیاں ہیں اور بیشک ان کی قیمت بھی زیادہ ہوگی کیا کوئی پڑھنے والا ہے۔

بدری ناتھ نے کہا میں پڑھ تو نہیں سکتا پر جو کوئی انگ ہوگا اور فارسی میں نہ لکھا ہوگا تو شاید میں اسے پڑھ سکوں۔

میں نے کہا نہیں نہیں یہ ناگری یا گجراتی میں لکھا ہے بس اپنی عقل صرف کیجئے۔

بدری ناتھ نے ایک کو ہاتھ میں لیکر بغور دیکھا یہ دو ہزار کی ہے یہ انک دیکھ لیجئے۔

میں نے باقی کے کاغذات بھی اسے دیئے اور کہا آپ کا کہنا صحیح جان پڑھنا انہیں دیکھئے یہ کتنے کتنے کے ہیں۔

والد نے کہا کچھ بہت بھاری نہیں ہے۔ خیر آگے چلو۔

بدری ناتھ نے کہا اور یہ تیسری ذرا مجھے پھر دیکھنے لینے دیجئے۔

ہاں ٹھیک ہے یہ بائیس سو کی ہے اور یہ آخری ۲۰۰ کی ہے۔

میں نے کہا تو مجھے دکھلائیے یہ سب ملا کر چار ہزار آٹھ سو چالیس روپے ہوئے تو ہم لوگوں کو اچھا مال ہاتھ لگا۔

والد نے کہا بیشک اگر ان کی قیمت وصول ہو سکے ورنہ جن کاغذوں کو ہم جلا چکے ہیں۔ یہ بھی دیسے ہی ہیں۔

کیوں میں نے کہا ان کے پیش کرنے پر بیشک روپیہ مل جائیگا۔

والد نے کہا تم نہیں سمجھتے ایسا کرنے سے ہم لوگوں کی گرفتاری ہو جاے گی بس بہتر ہے کہ انہیں بھی جلا ڈالو۔

میں نے کہا جی نہیں میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر میں کمال خاں کا گماشتہ بن کر انہیں کوٹھی میں پیش کروں گا تو بیشک روپیہ وصول کر لاونگا۔

والد نے کہا جیسے تیری مرضی مگر رکھو بغیر میری صلاح لئے اس بارے میں ہرگز کوئی کاروائی نہ کرنا۔

میں نے کہا جی بہت بہتر سو میں نے انہیں پاس رکھ لئے۔

چونکہ اس گاؤں سے ہم لوگ دوسرے دن روانہ ہونے کو تھے۔ میں خیال کیا کی موہن لال سے رخصت ہو آؤں بس میں شام کو اس کے مکان پر گیا اور اس سے ملاقات ہوئی۔

بعد از ان صاحب سلامت کے جب ہم بیٹھے موہن لال نے پوچھا سو اس بدمعاش سے آپ کچھ بھی اقرار نہ کرا سکے یہ چھوٹے نہایت سخت دل ہوتے ہیں گوکہ میں نے سینکڑوں کو آگے بھی پھانسی چڑھا دیا ہے۔ مگر کسی نے بھی ایک

لفظاً نہ قبول کیا۔

میں نے کہا۔ میں اس سے کچھ بھی اقرار نہ کرا سکا۔ وہ بولا کہ میں اپنے کام کا ایماندار ہوں۔ اور میری موت ہونا بھی بہتر ہے۔

سوہن لال نے کہا۔ خیر اب اس کی باتیں کرنا فضول ہے۔ وہ مر گیا اور میں چاہتا ہوں کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اتنے ہی اونچے لٹکائے جائیں۔ تو بہتر ہوتا۔ مگر میر صاحب آپ کے چلے جانے کے بعد ایک عجیب خبر میں سنی ہے مجھے آپ کے بتلانے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ اور شاید آپ میری کچھ مدد کر سکیں

میں نے کہا۔ آپ بیشک حکم دیجئے بسر و چشم بجا لاؤں گا میں تو آپ کی مہربانی کا شکر کسی طرح ادا نہیں کر سکتا۔

اس نے کہا۔ بات یہ ہے۔ کہ عرصہ دو یا تین برس کا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص بنام سید محمد علی جو حیدرآباد میں کسی اعلےٰ خاندان سے تھا۔ شہر سے ایک چٹھی زمول کے حاکم کے نام لے کر آیا جس میں یہ حکم لکھا تھا۔ کہ اگر اس ضلع میں کوئی جگہ تحصیلی کی خالی ہو۔ تو اس شخص کو تحصیلداری کا کام سپرد کرنا۔ چند روز تک وہ شخص میرے دوست اس حاکم کے پاس رہا اور جب موقع آیا۔ تو اس نے زمول کے قریب ہی اپنا نائب یعنی ڈپٹی تحصیلدار مقرر کر دیا۔ حال میں ایسا ہوا کہ وہ شخص تحصیل کا روپیہ نہ جمع کرتا تھا اور حاکم کو اس کے لئے سخت مشکل در پیش آئی۔ چند شکائتیں جو خفیہ طور سے اس کے پاس پہونچی۔ اس سے حاکم کا شک اور بھی پکا ہو گیا۔ اس بات میں زیادہ پختگی تب پائی گئی جب یہ معلوم ہوا کہ اس نے اپنا تمام اسباب چپکے سے جانے کہاں بھیج دیا۔ تس پر ترا یہ کہ آج صبح سے نے تو اس کا اور نے اس کے لوگوں کا کچھ پتہ ہے۔

میں نے کہا۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ لیکن چونکہ میں نے اس شخص کا نام کبھی پیشتر سے سنا تھا۔ میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ میں کیونکر آپ یا آپ کے دوست کو کوئی مدد پہنچا سکتا ہوں۔

موہن لال نے کہا - شاید آپ کچھ کرسکیں - میری یہ التجا ہے - کہ آپ اپنے سفر میں اس کا خیال رکھیں - اور اگر آپ کو وہ مل جاویں - تو آپ فوراً اسے گرفتار کر کے اپنے چند لوگوں کے ساتھ بھیج دیویں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس دیدہ بالتکلیف کے لئے میں اس شخص کو اچھا انعام دونگا ایک بات میں آپ کو یہ بتا دیتا ہوں - کہ اکثر کئی مرتبہ اس نے اپنا نام کمال خان رکھ لیا تھا - میں خیال کرتا ہوں - کہ یہ نام کسی رشتہ دار کا ہے - جس نے اُسے گود لیا تھا - اور شاید اس سفر میں بھی اپنا نام قائم رکھا ہو؛

میں نے کہا - میں ہرگز اسے نہ بھولونگا - آپ یقین رکھئے کہ اگر وہ راستے میں مجھے مل گیا تو میں فوراً اسے گرفتار کر لونگا - اور اگر آپ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ ایک پروانہ اس کے قصوروں کا لکھ دیویں - تو اس سے مجھے اسکی گرفتاری کے لئے ایک طرح کا اختیار حاصل ہو جائے گا؛

موہن لال نے کہا - بیشک آپ کا خیال نہایت عمدہ ہے - میں ابھی حکم نامہ لکھ دیتا ہوں - اتنا کہکر اس نے ایک پروانہ لکھ کر مہر کر دیا میرے سپرد کیا؛

میں نے کہا - میں کچھ ایسا فاضل تو نہیں - مگر تو بھی کچھ پڑھ سکتا ہوں - اتنا کہکر میں نے وہ کاغذ پڑھ سنایا - اور اس کا مضمون وہی تھا جو میں آپ سے پیشتر بیان کر چکا ہوں - پھر میں نے کہا - تو اب آپ مجھے روانہ کیجئے کیونکہ مجھے ابھی اپنے لوگوں میں بہت کام ہے - اور دن بھی عنقریب ختم ہو چلا ہے؛

موہن لال نے کہا - میں بھی آپ کو اٹکایا نہیں چاہتا - اگر کوئی خدمت مجھ سے یا میرے اس غریب گاؤں سے آسکے یا آپ کے لوگوں کے لائق ہو تو میں بسرو چشم بجا لاؤنگا - میں اپنے دوست کو بھی لکھ دیتا ہوں - کہ میں نے کیا کیا بندوبست آپ کے ساتھ کئے ہیں - اور میرا کس قدر اعتبار آپ پر ہے؛

میں نے کہا۔ میں آپ کے اس مہربانی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگر مجھے کسی کی خواہش ہوگی تو میں عرض کروادونگا۔ سلام

اس نے کہا۔ سلام۔ خدا آپکا مددگار اور پروردگار ہے۔

میں نے چلتے چلتے کہا۔ میں آپ کا نہایت ممنون ہوں۔ پھر اپنے دل میں خیال کرنے لگا۔ کہ انشاء اللہ خدا کی مرضی ہے۔ تو جیسے کہ کامیابی حاصل ہوتی آئی ہے۔ آئندہ بھی ہوگی۔ خوب ہوا کہ محمد علی نے اپنے کئے کا پایا۔ اور اس کے لئے بھی بہتر ہوا۔ کہ وہ بآرام قبر میں سو رہا ہے۔ ورنہ بیچارہ کو رات دن۔ ایسے ان لوگوں کا۔ خوف ہی رہتا۔ جنہیں اس نے دھوکا دیکے۔ جو اُسے گرفتار کرنے پر قید خانہ میں سڑنے کے بنسبت بدن کی اذیت دے دے کر مار ڈالتے۔ درحقیقت اب تو بہت کام نکلنا چاہئے۔ اور میرے والد کیسا قہقہہ مار ہنسیں گے جب کہ وہ سنینگیں۔ کہ میں نے کیونکر موہن لال کو دھوکا دیا۔ اور یہ کاغذ بھی لکھوالیا۔ میں نے اس کا نام اصلی بھی معلوم کرلیا اور اب اس اس پتے سے ہنڈیوں کا روپیہ وصول کرنا لینا کچھ مشکل بات نہیں ہے۔ میرے والد تو انہیں جاکر برباد ہی کرچکے تھے۔ شاباش امیر علی بس اسی طرح چلا جا کس کتے کی طاقت ہے۔ کہ ہوشیاری عقلمندی یا بہادری میں تیرا مقابلہ کرسکے۔

جب میں نے۔ اپنے والد کو یہ تمام احوال سنایا تو وہ درحقیقت خوب ہی ہنسے اور بولے کہ:۔

یہ بھی ایک بڑی دل لگی ہوگی۔ کہ اگر کمال خاں کا سر منگا کر شہر کے پھاٹک پر لٹکا دیا جائے۔ تب ان لوگوں کے دل میں ذرا چین آئے گا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ موہن لال کا دوست جس نے مال گذاری کا روپیہ آرام سے ہضم کیا ہوگا۔ تھوڑا بہت اس میں سے نکال کر بطور انعام کے دے سکے۔

میں نے کہا اللہ جانتا ہے۔ درحقیقت بڑی دل لگی ہوگی۔ دو ایک کو بھیج کر اس کا سر منگاتا ہوں ؛

والد نے کہا۔ نہیں نہیں میں تو فقط دل لگی کرتا تھا۔ اس وقت شام ہوگئی ہے۔ اور اس خطرناک ویران راستہ پر اپنے لوگوں کو رات کے وقت بھیجنا ٹھیک نہ ہوگا۔ سوائے اس کے وہ ہمارے روانہ ہونیکے پیشتر واپس بھی نہ آسکیں گے ؛

میں نے کہا۔ جیسے آپ کی مرضی مگر دل میں۔ میں نے اسی وقت ارادہ کیا کہ دو ایک لوگھائیوں سے اس کا ذکر تو کرنا چاہیئے ؛

جب میں خیمہ میں پہونچا میں نے تین ہوشیار اور مضبوط لوگائیوں کو بلایا اور کہا دیکھو ایک دلیری کا کام تم لوگوں کے لئے ہے اگر کر سکو تو یہ پانچ روپیہ تمہیں انعام ہے ؛

انہوں نے کہا۔ آپ کا فرمانا بسر و چشم پر ہے۔ آپ فقط حکم دیجئے اور ہم لوگ حاضر ہیں ؛

میں نے کہا۔ تو مجھے کمال خاں کا سر چاہیئے تمہیں کیا وہ مقام یاد ہے۔ جہاں اسے دفن کیا تھا۔ اس کی قبر کیا زیادہ گہری ہے ؛

ان میں سے ایک نے جس نام موتی رام تھا۔ وہ مقام خوب یاد ہے وہ لوگھائی۔ جو کسی کو دفن کر بھول جائے۔ قبر بہت گہری نہیں ہے اور کمال خاں سب کے اوپر ہی رکھا ہے۔ مگر یہ تو کہئے اس کا سر کیا کیا جائے گا اور اس کی کیوں ضرورت ہے ؛

میں نے کہا۔ موہن لال کا کام احوال سنایا۔ اور کہا کہ اگر اس کا سر کسی امید موقع پر رکھ دیا جائے۔ تو یہ بڑی دل لگی ہوگی۔ موتی رام نے کہا تو اگر صلاح کی جائے۔ تو میں یہیں کہونگا کہ جس درخت کے تلے وہ چور آج صبح پھانسی دیا گیا تھا۔ اسی جگہ یہ سر رکھ دیا جاوے تو بیشک موہن لال

کو یہی خیال ہو گا۔ کہ وہ ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا پڑا ہے۔

میں نے کہا۔ یہ خیال بہت اچھا ہے۔ مگر جو لوٹتے پر تم وہاں کسی کونے پاؤں تو سر رکھ کر چلے آؤ۔ مجھے اسے دیکھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

ان تینوں نے کہا۔ بہت اچھا۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق کیا جائے گا۔ ہم لوگ ابھی روانہ ہوتے ہیں۔

سو وے مجھ سے رخصت ہوئے مگر ان کے جانے کے بعد مجھے یہ خیال ہوا کہ میں نے یہ کام اچھا نہیں کیا شاید ان پر کوئی واردات ہو۔ میں بار بار اپنے کئے پر پچھتاتا ہوں۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ بہت دور نکل گئے تھے۔ مجھے اس تفکر میں آدھی رات تک نیند نہ آئی بیچاری زہرہ میری طبیعت کا حال کچھ بھی نہ جانتی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ آج میری طبیعت اچھی نہیں ہے۔ اور سر میں نہایت درد ہے۔ اس نے اور اس کی بڑھی دونوں نے میرے کنپٹی پر چونہ لگا دیا۔ اور بہت سی دوائیاں کی اور آخیر کار جب میں سونے کا بہانہ کر کے اٹھ گیا۔ تو وہ بھی لیٹی اور سو گئی۔

آدھی رات تک میں اسی فکر میں رہا۔ کہ یک بیک موتی رام کی آواز خیمے کے دروازے پر سنائی دی میں نے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل آیا آتے ہی ہی میں نے بڑے اشتیاق سے پوچھا سب خیریت ہے۔

اس نے جواب دیا۔ سب خیریت۔ ہم لوگوں نے اس کا سر لاکر جہاں آپ نے حکم دیا تھا۔ رکھ دیا ہے۔ بہتر ہوا کہ ہم لوگ وہاں پہونچ گئے کیونکہ ہم نے دیکھا کہ بہت سے گیدڑ اس کی قبر کو پنجوں سے کھودنے میں مشغول تھے۔ اور صبح تک لاشوں کو بیشک نکال لیتے کیونکہ ہمارے پہونچنے تک انہوں نے ایک بڑا سوراخ کر لیا تھا۔ خیر ہم لوگوں نے انہیں بھگا دیا اور تھوڑے سے کچھ کانٹے جو وہاں پڑے تھے قبر پر ڈال دیئے ہیں۔ اب وہ شاید کوشش نہ کریں۔ اور اگر کرینگے۔ بھی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ کوئی شخص اس

مقام کو نہیں پاسکتا۔ وہ ایسے ہی موقع پر جنا گیا ہے۔

ہم نے کہا تم نے اپنا کام بخوبی اور دلبری کے ساتھ کیا ہے۔ کل صبح کو تم کو اس کے لئے انعام ملے گا۔ پس بے رخصت ہوئے اور بسبب طبیعت ٹھنڈی ہونے کے میں لیٹتے ہی جلد سو گیا دوسرے دن ہم لوگ اٹھے سگن بیچارہ گیا۔ اور عمدہ نکلا سب لوگ سفر کی تیاری کرنے لگے۔ ہم لوگ فوراً تیار ہوگئے۔ اور جب میں نے دیکھا کہ زہرہ بآرام اپنی گاڑی میں سوار ہو چکی اور کسی بات کی حاجت نہیں ہے۔ تو میرے دل میں آیا۔ کہ ایک بار اس درخت تک جاکر جہاں وہی چور پھانسی دیا گیا تھا۔ دیکھ آؤں کہ درحقیقت کمال خاں کا سر یہاں رکھا ہے۔ یا نہیں۔ بس میں فوراً اپنے لوگوں سے جدا ہو کر اس طرف تیز دوڑا اور جلد وہاں پہنچ گیا۔ صاحب میں اس درخت کے پاس پہونچا اور کمال خاں کا سر وہاں پڑا دیکھا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیوں میرا تمام بدن اکبارگی سنسنا اٹھا۔

ہوا جو تمام رات بند تھی صبح ہوتے ہی چلنے لگی۔ اور اس کا پہلا جھونکا جو اس نیم کے درخت کے سوکھے ڈالوں میں سے ہو کر آیا گویا مجھ سے اس غضب ناک واردات کا ذکر کرتا تھا جو شب کو ہو چکی تھی۔ جس کا ثبوت نگاہوں کے سامنے رکھا تھا۔ یک بیک میری نگاہ کمال خاں کے سر پر جا پڑی جسے میرے لوگوں نے گیدڑوں سے حفاظت کے لئے درخت کے ایک نکلے ہوئے شاخ پر رکھ دیا تھا۔

مجھے یہ دیکھ کر نہایت نفرت ہوئی کیونکہ اسکی آنکھیں نکلی اور منہ کچھ کھلا تھا اور اس کی شکل دیکھنے سے نہایت خوفناک معلوم ہوتا تھا۔ میں نے لمحہ بھر اسے بغور دیکھا اور خیال کیا کہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آنکھوں سے ہم پر ضرور شبہ ہوگا۔ میں نے اس سر کو نیچے اتار کر اس کی آنکھیں بھینچ دھکیل کر یک میں بند کر دیں۔ تب میں نے اس سر کو درخت کے پاس ایک بڑے پتھر پر جس میں کوئی پرانی مورت کھدوی تھی۔ رکھ کر راستہ لیا اور تیز چلنے لگا۔ راستہ میں مجھے ایک چھوٹا سا گڑھا پانی سے بھرا ہوا ملا میں نے تھوڑی

سی مٹی لے کر اپنا ہاتھ خون سے صاف کیا۔ جو تمام انگلیوں میں لگ گیا تھا
میں نے دل میں کہا شکر خدا کا کہ میرا ہاتھ صاف ہو گیا۔ گو کہ میں تمہیں
دلیر سمجھتا ہوں اور کسی زندہ شخص سے خوف نہیں کھاتا۔ تو بھی میں
ہرگز موتی رام اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ لاش کھود کر سر کاٹنے
نہ گیا ہوتا۔ چاہے تمام دہلی کی حشمت بھی میرے آگے رکھ دی جاتی۔ آہ
اس کے خیال کرنے سے خوف لگتا ہے۔ میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور تیزی سے
ساتھ دوڑتا ہوا اپنے لوگوں میں فوراً پہنچ گیا۔

میری غیر حاضری کا کسی کو بھی خیال نہ ہوا۔ اور یہی بہت اچھا ہوا
پس میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر زہرہ کی گاڑی کے ہمراہ جو سب
سے آگے تھی چلنے لگا۔

ہم لوگ منزل پر پہونچکر آرام کر رہے تھے۔ کہ اتنے ہی میں ایک سوار موہن
لال کا خط لیکر پہنچا۔ جس پر ہم لوگ نہایت خوش ہوئے۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ
کیونکہ کمال خاں کا سر ایک درخت کٹا ہوا پایا گیا۔ اور اُسے موہن لال کے
لوگوں نے پہچانا۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی التجا اس میں لکھی تھی کہ جب تک میرے
بیٹے سوہن لال کے دوست نرمول کے حاکم کو بسبب کمال خاں کے بھاگ جانے
کے روپیہ وصول نہ ہو جاوے۔ تب تک میں اس کا ذکر کسی سے نہ کروں۔ یہ ٹھیک
میری طبیعت کے مطابق ہوا۔ اور اب مجھے پکا یقین ہوا۔ کہ اب کمال خاں سے
ہنڈی کا روپیہ ضرور وصول ہو جائیگا۔ اس کے بعد پانچویں دن صبح کہ ہم لوگ حیدر
آباد پہونچنے کو تھے۔ معلوم ہوا کہ شہر یہاں سے سات کوس پر ہے۔ پس ہم مطابق
دستور کے علے الصبح روانہ نہ ہوئے۔ کیونکہ ہماری خواہش شہر میں دن کے وقت
پہونچنے کی تھی تاکہ ہمارے گروہ کی زیادتی کے سبب کسی طرح کا شک و شبہ ہم لوگوں
پر عاید نہیں۔ اسلئے ہم لوگ تین حصوں میں بٹ گئے۔ ایک تو میرے والد کے ماتحت
دوسرا میرے اور تیسرا حصہ سرفراز نامی ایک شخص کے ماتحت ہوا۔ جو میرے والد کا

پرانا دوست تھا اور راستہ میں ملاقات ہوجانے سے ہم لوگوں میں شامل ہوگیا تھا سب کی یہ صلاح ٹھہری کہ کارواں سرائے میں جہاں مسافر ٹھہرتے ہیں اور جہاں ہم لوگوں کو ہر طرح کا آرام رہیگا ملاقات ہونی چاہیئے۔ میرا گروہ سب سے اول روانہ ہونے کو تھا۔ والد نے کہا۔ کہ میں گھڑی اور اسباب کے ساتھ رہوں گا آہستہ آہستہ آؤں گا۔ کیونکہ اس تمام مال پر مجھے کئی مقاموں پر چنگی یعنی سرکاری محصول دینا ہوگا۔

پس ہم لوگ۔ دن چڑھے روانہ ہوئے۔ صبح کا وقت نہایت خوشنما اور سرد تھا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ پرتاہم وہاں اتنی سردی نہ تھی جیسی ہمارے ملک میں ادھر ہوتی ہے۔ جہاں اکثر بسبب اُس کے زمین وگھاس تر ہونے کے باعث مسافروں کے پیر چلنے سے بھیگ جاتے ہیں تاہم میں اپنی معمولی پوشاک کے سوائے ایک عمدہ بیش قیمت دوشالہ اوڑھے تھا۔

سڑک کی بائیں طرف پہاڑ پر تھرہ اس قدر چھایا تھا کہ پہاڑ کے نیچے کا بہت بڑا تالاب دکھلائی نہ پڑتا تھا۔ کبھی کبھی جب ہوا تیز بہتی۔ تھرہ کا ادل ہلا جاتا۔ اور نیچے سے بڑے بڑے چٹان و پتھر دکھائی پڑتے۔ جو میں نے اپنی تمام عمر نہ دیکھے تھے مجھے معلوم پڑتا تھا کہ گویا انسان نے کسی بڑے کل یا پیچ کے زور سے انہیں ایک دوسرے کے اوپر رکھ دیا ہے۔ تلڈانہ میں داخل ہوتے ہی مجھے سب سے اول ان پہاڑوں کو دیکھ کر نہایت تعجب ہوا۔ اور میں نے بدری ناتھ سے اس کا ذکر کرکے احوال پوچھا اور اُس نے فوراً جواب دیکر میرے شک کو رفع کیا۔

بدری ناتھ نے کہا۔ کہ شاید آپ نے ہم لوگوں کی پوتر پیتک رامائن کا نام سنا ہوگا۔ جس میں سری رامچندر اور راکشسوں کی لڑائی کا حال لکھا ہے۔ جھگڑے کا سبب یہ تھا کہ راون نامی ایک راکشش سری رامچندر جی کی استری سیتا کو ہر لیگیا۔ اور لنکا کے ٹاپو میں راکشسوں کے پہرے میں رکھ دیا۔ سری رامچندر جی

اپنی استری کے ہار جانے سے بڑا دکھ ہوا۔ اور انہیں کسی طرح پتا نے لگا تھا کہ اُسے کون اور کہاں اُٹھا لے گیا۔ آپ جانتے ہی ہیں۔ کہ ہم لوگوں میں بندروں کے سردار ہنومان بڑے بیر اور بلی تھے۔ آج کل کے بندروں میں فقط اُن کی شکل رہ گئی ہے اور عقل جاتی رہی تو بھی چنچل پن اب تک قائم ہے مگر افسوس ہے کہ آدمی بھی ان دنوں کے بڑے خراب ہو گئے ہیں۔ اور جیسے بندروں میں ہنومان جی کی چھایا رہ گئی ہے۔ ویسے ہم لوگوں میں بھی اگلے زمانے کے بڑے لوگوں کی فقط ایک چھایا ہی قائم ہے۔ خیر سیتا کو کھوجتے کھوجتے سری رام جی کی ملاقات ہنومان جی سے ہوئی اور انہوں نے اُن کی ملاقات ہنومان جی سے ہوئی۔ اور انہوں نے ان کی ملاقات بندروں کے راجہ سگریو سے کرایا۔ جسے سیتا کی تلاش میں اپنے بندروں کے بھیجنے کا وعدہ کیا ہنومان جی سمندر کود کر لنکا گئے۔ اور کھوجتے کھوجتے سیتا جی کو بڑے دکھ میں پایا یہ خبر لے کر ہنومان جی واپس آئے اور لنکا فتح کرنے کے فوج تیار کی گئی ؛

جب سمندر کے کنارے پہنچے تو اُس کی اونچی اونچی لہروں کو دیکھ کر سب ڈر گئے اور پار اُترنا نہایت مشکل ہوا کیونکہ جہاز وہاں کوئی نہ ملتا تھا۔ اور اگر ملتا بھی تو لاکھوں کروڑوں دیوتا جیسی فوج کے پار اترنے میں اُس سے کیا مدد ملتی ہے آپ جان رکھئے کہ ایک ایک بندر اُن میں دس دس ہاتھ اونچا تھا۔ ہنومان جی نے سری رامچندر جی سے کہا کہ ہم لوگ جلد پُل بنا لینگے۔ اور اس کام میں سب کوئی رات دن محنت کرینگے ؛

بس بات کی بات میں لاکھوں بندر ہمالیہ پہاڑ کی طرف اُڑ دوڑے بڑے بڑے پہاڑوں کو جڑ سے اُکھاڑ لیا۔ اور ہوا میں سے لے اُڑے۔ تمام بندر ایک ایک کرکے پہاڑوں کو اوپر سے سمندر میں پھینکنے لگے۔ جن کے گرنے سے لہر آسمان تک اُٹھتی اور بڑا شور ہوتا تھا۔ آخیر کار پُل تیار ہو گیا۔ فوج نے چڑھائی کر کے لنکا فتح کی اور سیتا جی کو لا کر سری رامچندر سے بھینٹ کرائی ۔

یہ سب پہاڑ آپ دیکھتے ہیں۔ اُنھی میں سے بچے ہوئے ہیں جو ہمالیہ سے

لائے گئے تھے۔ اور اب تک۔ اسی طرح پڑے ہیں۔ جیسا بندروں نے انہیں اُس وقت رکھا تھا۔ اور چونکہ یہ مقام ہمالیہ اور پُل کے آدھے راستہ میں پڑتا ہے۔ اس لئے تمام بندر یہیں آکر ٹھہرتے اور سستاتے تھے۔ جب پل بن کر تیار ہوُا ان پہاڑوں کی کچھ ضرورت نہ ہوئی۔ اور یہ یہی پڑے رہگئے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اسکی سچائی ثبوت کرنے کے لئے آپ چاہیں تو دیکھ لیں۔ کہ پل کے نشانات اب تک دکھائی پڑتے ہیں میں بہتیرے یاتریوں سے جو رامیشور سے لوٹ کر آئے تھے بات چیت کی ہے اور وہ کہتے تھے۔ کہ ہم لوگ ناؤ میں بیٹھ کر پل کے کنارے کنارے بہت دور تک ہو آئے ہیں۔ یہ پل اس پار سے اُس پار تک ٹھیک سیدھ بندھا ہے۔ کہیں کہیں لہر کے زور سے اب ٹوٹ بھی گیا ہے۔ یہاں سے رامیشور تک برابر آپ جا بجا اسی طرح پہاڑوں کا ڈھیر پائیگا۔ جن کی ضرورت پل بندھ جانے پر نہ پڑی۔ اور آپ یہ بھی دیکھتے ہی ہیں کہ ان ملکوں کے اندر اس قسم کے پہاڑ کہیں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے ہمارے مذہب کے سب سے پرانے اور سچے ہونے کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے جو دنیا کے اخیر تک قائم رہینگے اور تمام دوسرے جھوٹے اور فریبی مذہب والے غارت ہو جائینگے ؎

میں نے کہا۔ ماشاء اللہ یہ تو عجیب قصہ ہے اور درحقیقت سچ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس پُل کا ذکر تو میں نے بھی سنا ہے۔ ہمارے مسلمانوں میں لوگ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ بابا آدم کو اللہ تعالےٰ نے سرن دیپ کے ٹاپو میں جسے آپ لوگ لنک کہتے ہیں رکھا تھا۔ بابا آدم اپنے اُس چھوٹے سے ٹاپو میں رہتے رہتے گھبرا گئے۔ ہندوستان کی زمین کو دور دیکھ کر یہاں آنے کے لئے بڑے بڑے پہاڑوں کا سات سات کوس کی دوری پر سمندر میں ڈال کر پُل بنایا جب اس طرح پُل تیار ہو گیا۔ تو وہ باسانی ایک دوسرے پر پیر رکھ کر یہاں ہندوستان میں آگئے۔ مگر یہ اُن کی کارروائی اللہ تعالےٰ کی ناراضی کا باعث ہوا جس نے انہیں بہشت سے نکال دیا۔ اور تب سے انسان اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا ہے

بدری ناتھ نے کہا۔ مگر میرا بیان زیادہ تر قابل اعتبار کے ہے۔ خاص کر جب آپ دیکھتے ہیں کہ یہ سب پہاڑ اور پتھر ایک دوسرے کے اوپر بطور بوجھ کے لادے ہوئے ہیں۔ اگر کسی شخص کو پتھروں کا ڈھیر ایک جگہ سے دوسری جگہ سے لے جانا ہوتا۔ تو کیا وہ ٹھیک اسی طرح انہیں ایک دوسرے کے اوپر نہ رکھیگا دیکھئے یہ سب الگ الگ ڈھیروں میں جمع ہیں جیسے ایک دوسرے کے اوپر رکھیں ہوں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا ہے یعنے جس کی جیسی طاقت تھی وہ اتنا بڑا پہاڑ کا ٹکڑا اُٹھاتا تھا۔

میں نے کہا۔ اللہ کی قدرت ہے ماشاء اللہ وہ بندر بھی بہت بڑے ہونگے بہتر ہوا۔ کہ اب اُن میں سے کوئی نہیں ہے۔ ورنہ انہوں نے تو ہم لوگوں کو پتھروں ہی سے مار ڈالا ہوتا۔

چودھواں پرب

ہم لوگ آل بل نامک گاؤں کے آگے بڑھے۔ اس کے سفید مندروں کی چوٹیاں املی اور آم کے درختوں کے باریوں میں سے نظر آتی تھیں۔ اور وہاں کا ایک بہت بڑا تالاب سورج کی روشنی سے چمک رہا تھا۔ آگے بڑھکر پہاڑوں کی ایک قطار دکھلائی دی۔ جس سے گذرنے کے بعد ہم لوگ حسین ساگر یعنے سکندر آباد کی چھاؤنی پر پہونچے۔ یہ مقام نہایت مشہور وہ دلچسپ ہے ایک طرف تو انگریزی فوج کے خیمے لگے ہوئے دھوپ میں چمک رہے تھے اور دوسری طرف اُن کے پیچھے گویا نیلے پانی کا ایک چادر بچھا ہوا تھا۔

راستہ میں اس جھیل کا ذکر ہم نے کئی لوگوں سے سنا تھا۔ ہمارے وہاں پہنچنے پر ہوا تیز چلی۔ اور جھیل میں ہزاروں لہریں اُٹھنے لگیں۔ اور آپس میں ٹکر کر کھا۔ جو وہ ٹوٹتی تھیں۔ سورج کی روشنی سے یہی جان پڑتا تھا کہ گویا ہزاروں لاکھوں ہیرے چمک رہے ہیں۔ لہریں کنارے آکر پتھر سے ٹکر کھاتی

لائے گئے تھے۔ اور اب تک اسی طرح پڑے ہیں۔ جیسا بندروں نے انہیں اُس وقت رکھا تھا۔ اور چونکہ یہ مقام ہمالیہ اور پُل کے آدھے راستہ میں پڑتا ہے۔ اس لئے تمام بندر یہیں آکر ٹھہرتے اور سستاتے تھے۔ جب پل بن کر تیار ہُوا ان پہاڑوں کی کچھ ضرورت نہ ہوئی۔ اور یہ یہی پڑے رہگئے۔ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اسکی سچائی ثبوت کرنے کے لئے آپ چاہیں تو دیکھ لیں۔ کہ پل کے نشانات اب تک دکھائی پڑتے ہیں میں بہتیرے یاتریوں سے جو رامیشور سے لوٹ کر آئے تھے بات چیت کی ہے اور وہ کہتے تھے۔ کہ ہم لوگ ناؤ میں بیٹھ کر پل کے کنارے کنارے بہت دور تک ہو آئے ہیں۔ یہ پل اس پار سے اُس پار تک ٹھیک سیدھ بندھا ہے۔ کہیں کہیں لہر کے زور سے اب ٹوٹ بھی گیا ہے۔ یہاں سے رامیشور تک برابر آپ جا بجا اسی طرح پہاڑوں کا ڈھیر پائیگا۔ جن کی ضرورت پل بندھ جانے پر نہ پڑی۔ اور آپ یہ بھی دیکھتے ہی ہیں کہ ان ملکوں کے اتر اس قسم کے پہاڑ کہیں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے ہمارے مذہب کے سب سے پرانے اور سچے ہونے کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے جو دنیا کے اخیر تک قائم رہینگے اور تمام دوسرے جھوٹے اور فریبی مذہب والے غارت ہو جائینگے ؛

میں نے کہا۔ ماشاء اللہ یہ تو عجیب قصہ ہے اور درحقیقت سچ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس پل کا ذکر تو میں نے بھی سنا ہے۔ ہمارے مسلمانوں میں لوگ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ بابا آدم کو اللہ تعالےٰ نے سرن دیپ کے ٹاپو میں جسے آپ لوگ لنکا کہتے ہیں رکھا تھا۔ بابا آدم اپنے اُس چھوٹے سے ٹاپو میں رہتے رہتے گھبرا گئے۔ ہندوستان کی زمین کو دور دیکھ کر یہاں آنے کے لئے۔ بڑے بڑے پہاڑوں کا سات سات کوس کی دوری پر سمندر میں ڈال کر پُل بنایا جب اس طرح پُل تیار ہو گیا۔ تو وہ باآسانی ایک دوسرے پر پیر رکھ کر یہاں ہندوستان میں آ گئے۔ مگر یہ اُن کی کارروائی اللہ تعالےٰ کی ناراضی کا باعث ہوا جس نے انہیں بہشت سے نکال دیا۔ اور تب سے انسان اِدھر اُدھر مارا مارا پھرتا ہے

بدری ناتھ نے کہا۔ مگر میرا بیان زیادہ تر قابل اعتبار کے ہے۔ خاص کر جب آپ دیکھتے ہیں کہ یہ سب پہاڑ اور پتھر ایک دوسرے کے اوپر بطور بوجھ کے لادے ہوئے ہیں۔ اگر کسی شخص کو پتھروں کا ڈھیر ایک جگہ سے دوسری جگہ سے لے جانا ہوتا۔ تو کیا وہ ٹھیک اسی طرح انہیں ایک دوسرے کے اوپر نہ رکھیگا دیکھیے یہ سب الگ الگ ڈھیروں میں جمع ہیں جیسے ایک دوسرے کے اوپر رکھیں ہوں۔ کوئی چھوٹا کوئی بڑا ہے یعنے جس کی جیسی طاقت تھی وہ اتنا بڑا پہاڑ کا ٹکڑا اُٹھاتا تھا۔

میں نے کہا۔ اللہ کی قدرت ہے ماشاء اللہ وہ بندر بھی بہت بڑے ہونگے بہتر ہوا۔ کہ اب اُن میں سے کوئی نہیں ہے۔ ورنہ انہوں نے تو ہم لوگوں کو پتھروں ہی سے مار ڈالا ہوتا۔

چودھواں پرب

ہم لوگ اَل بَل نامک گاؤں کے آگے بڑھے۔ اس کے سفید مندروں کی چوٹیاں املی اور آم کے درختوں کے باریوں میں سے نظر آتی تھیں۔ اور وہاں کا ایک بہت بڑا تالاب سورج کی روشنی سے چمک رہا تھا۔ آگے بڑھکر پہاڑوں کی ایک قطار دکھلائی دی۔ جس سے گذرنے کے بعد ہم لوگ حسین ساگر یعنے سکندر آباد کی چھاؤنی پر پہونچے۔ یہ مقام نہایت مشہور وہ دلچسپ ہے ایک طرف تو انگریزی فوج کے خیمے لگے ہوئے دھوپ میں چمک رہے تھے اور دوسری طرف اُن کے پیچھے گویا نیلے پانی کا ایک چادر بچھا ہوا تھا۔

راستہ میں اس جھیل کا ذکر ہم نے کئی لوگوں سے سنا تھا۔ ہمارے وہاں پہنچنے پر ہوا تیز چلی۔ اور جھیل میں ہزاروں لہریں اُٹھنے لگیں۔ اور آپس میں ٹکر کر کھا۔ جو دہ ٹوٹتی تھیں۔ سورج کی روشنی سے یہی جان پڑتا تھا کہ گویا ہزاروں لاکھوں ہیرے چمک رہے ہیں۔ لہریں کنارے آکر پتھر سے ٹکر کھاتی

اُن کی چھوٹی چھوٹی پھُوٹیاں ہوا میں اُڑ کر ہمارے چہرے پر سرد معلوم پڑتی تھیں
ہم سبھی کو یہ نئی بات تھی۔ اس لئے بہت دیر تک کھڑے اُسے دیکھتے اور تعجب
کرتے۔ اور دل میں یہ خیال کرتے۔ کہ سمندر جس کے بارے میں ہم لوگ اتنا سنتے
ہیں۔ کیا ایسا ہی ہوگا۔ تب سے صاحب میں نے دو مرتبہ سمندر دیکھا ہے اُس
کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ آپ تو کئی مرتبہ اُس پر سوار
ہی ہو چکے ہیں۔ جب میں نے اُسے پہلی مرتبہ دیکھا تو مجھے ایسا تعجب ہوا کہ
میں زمین پر جھک کر اُس کی شبھد اکروں۔ اُس کا وار پار نہیں دکھائی دیتا تھا
اور یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اِس کا دوسرا کنارہ۔ گویا آسمان سے ملا ہوا ہے۔ جہاں تک
میرا خیال جاتا۔ مجھے پانی ہی پانی نظر آتا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ بیشک یہ
اُسی اللہ تعالےٰ کی قدرت ہے جس کی تمام جہان پرستش کرتا ہے۔ لہر پہ لہر پر
پہاڑ سی اونچی کنارے پر اس زور شور سے ٹوٹتی تھیں کہ جیسے کافروں اور
ان کے دل میں بھی خدا تعالےٰ کا خوف اور دبدبہ غالب ہوتا تھا۔

ہم لوگ اس جھیل کے پشت بندی کے آگے بڑھے۔ اور چونکہ اس شہر کو میں
دیکھا چاہتا تھا ٹیلے پر پہنچتے ہی مجھے زیادہ بے صبری ہوئی جسے میں کسی طرح ضبط
کر سکا۔ میں نے فوراً گھوڑے کو ایڑی ماری اور اوپر پہنچنے تک آنکھیں بند کر لیں
تا کہ تمام جلد مجھے آنکھ کھولتے ہی ایک دم دکھلائی پڑے۔

صاحب۔ وہاں سے حیدرآباد میری نگاہوں کے سامنے نظر آتا تھا یہ دکھن
کے شہروں میں اول شہر تھا۔ اور جن شہروں یا ملکوں کو ہم دیکھ چکے تھے۔ ان
سے کہیں زیادہ مشہور تھا۔ میں نے اپنے دیکھے ہوئے اور شہروں کی مانند اسے
بھی خیال کیا تھا کہ یہ کسی میدان میں ہوگا۔ اور درختوں کی بلریوں میں سے ادھر
اُدھر کے دو چار مینار وغیرہ دکھلائی پڑینگے۔ مگر نہیں حیدرآباد کی شکل ہی نرالے
قسم کی ہے۔

میں اُس تر چھے ڈھال کی چھوٹی پر کھڑا داہنے طرف تو چند پہاڑیاں اور

چٹان تھے۔ اور بائیں طرف اُتر کے ایک میدان پڑتا جو دور تک گویا آسمان
سے ملا تھا۔ میرے سامنے ترائی سے کچھ اونچے پر حیدر آباد کا شہر تھا اور اُس
کے اُس پار مجھے دریا کا خیال ہوتا تھا۔ شہر کے مکانوں کے سفید کوٹھے سورج
کی دھوپ میں خوب چمک رہے تھے اور ان کے پار دوسری طرف درختوں کا
جنگل معلوم پڑتا تھا۔ تمام مکانات سے اونچے چار مینار اور مکہ مسجد دکھلائی
پڑھتے تھے۔ کہیں کہیں پیر مرشدوں کے سفید گنبد اور اُن کے سُنہلے گیلٹ
کئے ہوئے مینار اور چھوٹے موٹے مسجدوں کی تو سینکڑوں چوٹیاں اِدھر اُدھر
نظر آتی تھیں ٭

شہر کے باہر پہاڑیوں کی ایک دوسری قطار ہے جو ایک طرف تو داہنے
ہاتھ کے بڑے پہاڑ سے ملا۔ اور دوسری طرف ترائی میں چلا گیا ہے شہر بہت بڑا
ہے۔ مگر میں نے زیادہ درختوں کے دیکھنے سے پہلے یہ گمان کیا کہ یہاں باغ
اور گلشن بہت ہیں۔ مگر بعد ازاں جب میں شہر میں وارد ہؤا۔ تو ان کے مکانات
اور وہاں کی گھنی بستی دیکھ کر حیرت میں آ گیا ٭

صاحب اُس وقت کی وہ خوبصورتی قابل دیکھنے کے تھی۔ صبح تازگی ہوا
کی پاکیزگی اور شہر کی عمارتوں کی چمک سے جو اثر میرے دل پر پیدا ہؤا۔ اُسے
میں تا عمر نہیں بھول سکتا۔ میں نے پھر بھی اس شہر کو دیکھا۔ گو کہ اُسکی خوبصورتی
ویسی ہی تھی۔ مگر جیسا اثر مجھ پر اول مرتبہ ہؤا تھا دوبارہ ویسا نہ ہوا۔ مگر اُس
وقت طبیعت میں نوجوانی اور طاقت کا جوش نہایت زیادہ تھا۔ اور مجھے ناموری
حاصل کرنے کی بہت امید تھی ٭

ایک ایک کر کے جوں جوں میرے ٹھگ آتے تھے۔ ہر ایک شہر کے خوبصورتی
کی تعریف کرتا اور یہی کہتا کہ جیسی تعریف اُس کی سنتے تھے۔ در حقیقت اسے
ویسا ہی پاتے ہیں۔ کارواں کا نزدیک راستہ پوچھ ہم لوگ وہاں سے اُترے اور
بے شمار گلی کوچوں سے ہوتے ہوئے سرائے میں پہنچے۔ اور وہاں ہمارے سنبھلے

ہوئی۔ ہم لوگ راستے کی حفاظت اور کامیابی کے لئے خدا تعالےٰ کے نہایت شکر گزار ہوئے۔ اُسوقت تو ہم نے اپنا ڈیرا سرائے میں کر دیا۔ جہاں ایک نہایت حسین اور خوبصورت مسجد تھی۔ اور اپنے سُو بھیتے اور آرام کے لئے میں کسی خالی مکان کی تلاش میں گیا۔ اور بعد کچھ دیر تلاش کرنے کے ایک چھوٹا سا مکان جو پڑوسن سوداگر کا تھا کرایہ پر مل گیا۔ اس میں تین کوٹھڑیاں اور برآمدے بطور وہ مکان کے تھے۔ بس اتنی جگہ میرے اور والد کے لئے کافی تھی ہم نے اندر کی کوٹھڑی میں جس میں مضبوط دروازے لگے تھے۔ اپنا تمام بیش قیمتی اسباب بند کر کے تالا لگا دیا۔

زہرہ اپنی پیدائش کے شہر کو جہاں درحقیقت اُس کا مکان تھا دیکھ کر نہایت خوش ہوئی۔ وہ اپنے اُس خوشی کا ذکر کر رہی تھی۔ جو اُسے اپنے رشتہ داروں اور ہمجولیوں کے ملاقات سے ہوگی اور کہتی تھی۔ کہ وہ لوگ مجھے یک بیک دیکھ کر حیرت میں آجائینگے۔ کیونکہ جب تک مجھے نواب صاحب یہاں سے لیگئے وہ سب سمجھتے تھے کہ میں اب کسی طرح واپس نہ آسکوں گی۔ اُسے اس بات کا مطلق خیال نہ تھا کہ جونہی وہ اُن لوگوں کے ہاتھ میں پڑے گی۔ تھوہی وہ مجھ سے الگ کر دیجائیگی بس میں نے اُسے اپنے دل کا خوف سمجھا دیا۔ اور کہہ دیا کہ مجھے تمہاری محبت پر زیادہ اعتقاد ہے۔ دیکھنا مجھے کہیں دھوکا نہ ہو۔

اُس نے کہا۔ آپ ہرگز ایسا خیال نہ فرمائیے۔

صاحب۔ جس سوداگر کے مکان میں ہم لوگ کھڑے تھے۔ وہ ہم سے نہایت خوش اخلاقی اور مہربانی سے پیش آتا۔ خاصکر اس باعث سے کہ وہ حیرت میں تھا کہ ہم لوگ کون ہیں اور ہماری کیا غرض ہے۔ میں نے اُسے ایک پرانا قصہ سُنا دیا کہ میرے والد سوداگر تھے۔ میں ایک سپاہی ہوں جو قسمت آزمائی کے لئے ان کے ساتھ روزگار کی تلاش میں آیا ہوں۔ اب مجھے اس بات کے جاننے کی خواہش ہوئی کہ میرے والد کن چیزوں کی سوداگری کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے کہا کہ میں

انہیں آپ نے اڑت کے ذریعہ فروخت کر سکتا ہوں ۔ مگر ہم لوگوں نے اُس کے
اس سوال کا جواب کچھہ بھی نا دیا۔ سبب یہ تھا کہ میرے والد نے مجھ سے کہہ دیا تھا
کہ ہمارے پاس تمام اسباب بیشقیمتی ہے اور میں اُن کی ٹھیک قیمت نہیں جانتا
اور تا میں نے اب تک اُن گٹھڑیوں کو کھولا ہے کل صبح گٹھڑیوں کو کھولکر اسباب
چھانٹ ڈالیں اور بعد ازاں کسی ساہوکار کی دوکان پر چل کر ویسے ہی مال کی نالاش
کر قیمت دریافت کرینگے ۔ اور اُسی سے اپنے اُسی مال کی قیمت کا اندازہ کرینگے اگر
ہم لوگ بغیر بازار کا ورجانے انکو فروخت کرینگے تو شاید ہم لوگوں پر شبہہ ہو اور گو کہ
ان کی واجبی قیمت ہمیں ملیگی تاہم اسمیں کوئی شک نہیں کہ تمام اسباب فروخت
کرنے پر اچھا مال ہاتھہ لگےگا

میری بھی رائے ہوئی ۔ اور دوسرے دن صبح کو ہم لوگ گٹھڑیاں کھولنے لگے
صاحب در حقیقت ان میں تھا بہت بیش قیمتی مال نکلا کم خواب والی ساڑیاں سونے
اور چاندی کے کامدار ململ کے رومال چند دوشالے اور ہر قسم کے عمدہ عمدہ پہننے کے
کپڑے ریشمی کنارے کی ساڑیاں تا کپور کی بنی ہوئی وغیرہ جب اس تمام اسباب اور
جواہرات کو ہم لوگوں نے نگاہ کے روبرو زمین پر پھیلایا تو اُن کی خوبصورتی اور قیمت
کا خیال کر کے ہماری آنکھیں کھل گئیں اور بعد ازاں ایک فہرست تیار کر کے میں اور
والدہ دونوں اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو چند لوگوں کو ساتھہ لے شہر کی طرف روانہ
ہوئے ۔

راستہ میں ایک بہت بھاری پرانا پُل ملا جسکے نیچے اُس وقت ایک چھوٹی سی
ندی بہتی تھی اس کے آگے ایک پھاٹک تھا وہاں سے بڑھکر ہم لوگوں نے چونک کی
راستہ پوچھا اور اُدھر ہی کو چلے کیوں کہ وہاں ایسے مال کے ملنے کی اُمید تھی رنگا بال
نہایت تنگ اور میلی تھیں اور شہر کا اندرونی حصہ ویسا نہ تھا جیسا ہم اسے دور اور
باہر سے دیکھکا خیال کرتے تھے نہ کہیں دولت و حشمت کے نشان اکثر دیکھنے میں آتے تھے
کہ بہتر سے سیٹھ ساہوکار ہتھیار بند نوکروں کو ساتھہ لئے امیدواری وار ہاتھی پر

پر سوار نظر آتے تھے۔ سینکڑوں ہزاروں لوگ عمدہ عمدہ لباس پہنے اپنے اپنے کام سے چلے جاتے تھے اور چونکہ محرم کا موسم شروع تھا چاروں طرف سے حسین حسین دُولہا دہن دہن کی پکار سن پڑتی تھی۔"

ہم لوگ بھیڑ میں سے ہوتے ہوئے آگے لوگوں کی خلقت اسقدر جمع تھی۔ کے ہمارے لوگوں کو راستہ آنے کے لیئے راہ چلتوں کو ہٹانا پڑتا تھا۔ جو اُن کی پوشاک اور زبان سنکر ہنستے اور پردیسی یعنے اجنبی جان کر اکثر گالیاں بھی دیتے جاتے تھے میں نے یہاں تک دیکھا کہ ایک آدھ مرتبہ جب ہمارے لوگوں نے کسی بھلے مانس کو دھکا دیکر راستہ سے ہٹا دیا تو اُس نے فوراً تلوار کے مٹھے پر ہاتھ موہرا اور سر کاٹ پھینکنے کے لیئے دھمکایا مگر ہم لوگ کسی کی نا سنکر چلے ہی جاتے تھے اور آخیر کار ایک چوڑے سڑک پر پہونچے جہاں بھیڑ کم تھی دیکھتے کیا ہیں کے ہم لوگ چار مینار کے سامنے ہو نکلے۔"

میں نے اپنے گھوڑے کو روکا اور اُن بڑے میناروں کی طرف جو گیا۔ اس میں سے باتیں کر رہے تھے سر اُٹھا کر کہا واہ بیشک یہ نہایت عمدہ عمارت ہے اور اس قابل ہے کہ فقط اس کے دیکھنے کے لیئے دہلی سے یہاں تک کی سفر کی جائے۔"

عمارت کے چاروں کونے پر چار مینار ہیں جن کے بیچ میں محراب کے اوپر ایک چھت پٹی ہے اس کے اوپر ایک چھوٹی سی مسجد بنی ہے اُس کی شکل سے نہیں معلوم ہوتا کے یہ چھت اتنا بوجھا سنبھال سکے گی مگر تاہم سینکڑوں برس سے یہ مسجد یوں ہی کھڑی ہے اور عمارت بھی کہیں سے کچھ خراب نہیں ہوئی۔ میں خریت سے اُن تمام چیزوں کو دیکھ رہا تھا کے والد نے مجھ سے کہا۔ کہ اب نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ سنو کہ مسجد سے اذان کی آواز سنائی پڑتی ہے اب اس وقت وہاں چلنا چاہیئے۔ بعد ازاں ہم لوگ اپنا کام دیکھیں گے۔"

میں اُن کے ہمراہ ہوا اور چار مینار کے آگے بڑھکر داہنے ہاتھ کو سڑک پر چلا اور مسجد کے پھاٹک پر گھوڑا کھڑا کیا۔"

مسجد کے چوڑے دالان میں پہونچتے ہی جہاں سے سیڑھی اوپر کو جاتی ہے

میرے دلپر کچھہ حیرت اور کچھہ رعب چھا گیا ہمارے داہنے اور بائیں دونوں طرف شاہزادوں اور رئیسوں کی قبریں تھیں۔ جن میں کئی ایک پر نہایت عمدہ مینا کاری کا کام کیا ہوا تھا۔ مگر میں تو اُس عمارت ہی کو دیکھکر حیرت میں آگیا تھا۔ اندر کی طرف پانچ اونچے اور چوڑے محراب دکھائی دیتے تھے کے اندر کچھہ دور جا کر ان سے چھوٹے پانچ اور نظر آتے تھے جس مقام پر ایک محراب دوسرے سے ملتا تھا۔ وہاں کی بناوٹ خوبصورتی اور کاریگری دیکھکر آنکھہ نا ٹھہرتی تھی۔ سوائے اس کے یہ تمام عمارت نہایت چکنے پتھر کی بنی تھی۔ مگر چار مینار وغیرہ دوسرے مکانات جو میں پیشتر دیکھہ چکا تھا نہایت عمدہ کے لیپٹ سے بنے تھے۔

بیگم صاحب ان سب چیزوں کے دیکھنے کی فرصت مجھے نا ملی مؤذن کی لمبی بانگ ختم ہو چکی تھی اور چند شخصوں نے دری بچھا کر نماز پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ ہم لوگ بھی انمیں شریک ہوئے اور اپنا اپنا کمربند بچھا کر نماز پڑھنے لگے صاحب اُس تمام ہجوم کے آہستے آہستے دعاء پڑھنے سے جو ایک طرح کا شور اُٹھتا تھا۔ وہ اُس مقام کو اور بھی سنجیدہ کر رہا تھا"

جو تمام لوگ وہاں جمع تھے اُن میں سے بہتیروں کے لئے یہ کوئی نئی یا نادر بات نہ تھی مگر میرے اور چند پھانسی گردن کے دلپر اس کا عجیب اثر پیدا ہوا کیونکہ میں خونی تھا مگر ہنوز سنگدل نہ ہوا تھا اس لئے یہ سب دیکھکر میرا دل پگھل گیا۔ اور جب میں قرآن شریف کی اُن اثر پذیر آیتوں کو دعاء مانگتے وقت پڑھنے لگا میری آنکھوں سے آنسوؤں کی قطار برابر بہنے لگی"

نماز ختم ہونے پر ہم سب اُٹھکر کھڑے ہوئے اور گو کی میری طبیعت اُس عمارت کی خوبصورتی کے دیکھنے سے ہنوز آسودہ نہ ہوئی تھی۔ مگر والد نے چلنے کی جلدی کی اور ہم لوگ پھر چار مینار کی طرف روانہ ہوئے"

والد نے کہا کے یہیں پر اُن شریر اور دغاباز دلالوں سے ملاقات ہوگی اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ ہمیں دہوکہ دینے کی کوشش کرینگے کیونکے اُن کا بھی۔

روزگار مگر ہم لوگ کچھ خریدار تو ہے ہی نہیں اسلئے اُن سے ملکر ان سوداگروں اور ساہوکار و نکی کوٹھی وغیرہ دریافت کر لینا چاہیئے جن کے یہاں ہمارے جیسی چیزوں کا روزگار ہوتا ہو اور اغلب ہی کہ شاید ہمیں کوئی ہوشیار دلال مل جاوے تو ہم لوگ اُسی کے معرفت اپنے اس مال کے فروخت کرنے کی کوشش کرینگے "۔

خیبر چار مینار کے پاس ہم لوگوں نے گھوڑے روکے اس عمارت کے نیچے کا حصہ چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں اور دوکان سے تمام خراب ہوگیا ہے۔ جہاں پر کمبخت کونجڑے اور حلوائی راستے میں بیٹھکر راہ چلتوں کے ہاتھ ترکاری اور مٹھائی بیچا کرتے ہیں والد نے ایک بھلے مانس ہوشیار سے ہندو کو اپنے پاس بُلا کر پوچھا کہ ہمیں کسی دلال کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ کپڑے اور چند قسم کے سامان جو ہم خریدنا چاہتے ہیں دکھا دے "۔

اُس نے کہا حضور تابعدار حاضر ہے میں یہاں کی تمام بھاری بھاری کوٹھیاں جانتا ہوں جہاں حضور کہیں میں لے چلوں اور شہر میں ایسا کوئی ساہوکار یا مہاجن نہیں ہے کہ جنکے یہاں آپ کے اس غلام موہن لعل کا اعتبار اور ماتبری نا ہو۔

والد نے کہا بہتر ہے کہ جب تک آپ اپنے کام کو ثبوت نا کر سکیں تب تک اپنی تعریف نا کریں اس بارہ میں آپ کے تمام فرقع کی نیک نامی بہت کم سننے میں آتی ہے "۔

اُس نے کہا بیشک حضور کو ہمارے بہتیرے فرقع والوں سے کام پڑا ہوگا (گو کی مجھ سے نا کہنا چاہیئے) وہ اکثر سچے ہوتے ہیں مگر اس تابعدار کو حضور ویسا نا پاوینگے کیونکہ میں نے ایمانداری سے اس کام کو شروع کیا اور آج تک کبھی ایسا بیمانی کا موقع نہیں پڑا "۔

میں نے کہا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ جب تمہیں اپنے مطلب کا موقع ملجائے تو بیمان بھی ہو سکتے ہو پر خیر اب چلو دن بہت کم رہ گیا ہے اور ہم لوگ شام کے پہلے تر اس بھیڑ سے واپس آیا چاہتے ہیں "۔

اُس نے ہیری طرف دیکھا اور ایک پیر کندہا اُچکا کر ہمارے ساتھ چلتا ہوا۔ مگر ہماری اس بات چیت سے اُسے ثبوت ہوگیا کہ ہم لوگ ہوشیار ہیں "

اُس نے پوچھا تو آپ کس قسم کا مال تلاش کرتے ہیں یہاں ہر طرح کا مال مل سکتا ہے کشمیر کے دوشالے اور بنارسی کمخواب سے لیکر سلم تک دستیاب سکتا ہے "

میں نے کہا مجھے بنارسی بانے کی ضرورت چند بیش قیمتی رومال اور دوپٹے اور دو چار عمدہ دوشالے دیوان صاحب کے دربار میں پہنکر جانے لایق چاہئیں "

اُس دلال نے اپنا دوشالہ کمر میں باندکر کہا تو آیئے میں آپ کو دکھلادوں دیکھئے مجھ سے خوب پہچان رکھئے ایسا نہ ہو کہ اس بھیڑ میں کہیں ساتھ چھوٹ جاوے اتنا کہکر وہ سیڑھی کے نیچے اوترا اور چند گلی کوچوں سے ہوتا ہوا ایک تنگ سی گلی میں چلا اور ایک مکان کے دروازہ پر جو باہر سے نہایت بھدا جال پڑتا تھا ٹھیرا۔

والد نے کہا کہ اگر ہمیں خود کوئی ساہوکار اس قسم کا تلاش کرنا پڑتا تو ٹھیک بڑی تکلیف اوٹھانی پڑتی بہتر ہوا کہ ہم نے اِس دلال کو اپنے ساتھ لے لیا "

یہ ساہوکار لوگ میں نے سُنا ہے کہ حفاظت کے لئے اکثر ایسے ہی نرالے مکان پسند کرتے ہیں کیونکہ ایسے بیقاعدہ اور خطرناک شہر میں وہ دوسرے شہروں کے موافق شرع عام اپنے مال کو فروخت نہیں کرسکتے مگر انہیں سب کوئی جانتے ہیں اور جہاں کسی اجنبی شخص نے ہمارے موافق کسی دلال سے دریافت کیا کہ فوراً اُن کا پتہ لگ جاتا ہے "

ہم لوگ مکان کے اندر داخل ہوئے اور آگے سے ایک موٹا سا شخص ہمارے استقبال کے لئے آیا جسکی شکل ٹھیک اُس ساہوکار کی سی تھی جسے ہم نے مارا تھا۔ میں اُسکی ایسی مشابہت دیکھکر حیرت میں آگیا مگر اُس کی شرافت سے نہایت خوش ہوکر بیٹھ گیا میرے والد بھی بیٹھے اور ہم نے اپنے آنے کا سبب

بیان گیا۔ ایک ایک کرکے کٹھڑیاں کھول کر وہ لوگ تمام مال ہمارے آگے رکھنے لگے اس ساہوکار کے کارخانہ میں بیشمار اسباب بھرا تھا جنکی قیمت کا حساب کون کرسکتا ہے ہم نے اُن سے کئی چیزیں چنلیں اور اُنکی قیمت وغیرہ دریافت کرکے ایک پرچہ کاغذ پرسب ٹانک لی اور کہا کہ اس مال کو علیحدہ رکھہ چھوڑیئے ہم لوگ کل روپیہ لیکر آوینگے تو اُنکی قیمت ادا کرکے لے جاوینگے ساہوکار نے کہا کہ آپ بیشک انہیں لیجایئے اور وہ دلال بھی ہم لوگوں کے لئے اپنی ضمانت دیتے رہتا مگر ہمارا تو مطلب ہی دوسرا تھا اسلئے ہم نے مال کو ساتھ لے جانے میں انکار کیا اور ساہوکار سے رخصت ہو کر واپس آئے"۔

وہ دلال بھی ہم لوگوں کے ساتھ ہی ساتھ چار مینار تک آیا۔ جہاں مرے والد نے اُسے ایک روپیہ ہاتھ میں دیکر کہا کہ یہ تمہارے پان کھانے کے لئے ہے ہم لوگ اب یہاں سے مکان کو چلے جاوینگے۔ کیونکہ راستہ ہمارا دیکھا ہوا ہے تم کل علی الصباح قربان سرائے میں آکر رکنا تہ داس ساہوکار کا مکان پوچھ لینا وہاں وہاں سے ہم لوگوں کا پتہ تمہیں مل جائیگا"

خیر ہم لوگ روانہ ہوئے راستے میں والد نے کہا ہمارا مال بھی ٹھیک اُنہیں مال کے مانند ہے جو ہم لوگ ابھی دیکھہ آئے ہیں اور اُنکی قیمت دریافت کرنے سے معلوم پڑتا ہے کہ اگر ہمارے مال کی بکری ہو جائیگی تو اچھی قیمت ہاتھ لگے گی۔ اور اگر عمدہ طور سے اس کا بندوبست کیا جائے گا تو اُن کا فروخت کرلینا کوئی مشکل بات نہیں ہے دوسرے دن صبح کو وہ دلال آیا والد نے فوراً اُس کی طرف دو روپیہ پھینک دیئے اور پوچھا کیا تو کسی بات کو پوشیدہ نہیں رکھہ سکتا وہ اتنا سن حیرت میں آکر کانپنے لگا اور خوف کے مارے دانت نکال کر ہاتھ جوڑ بولا"

اگر حضور کی ایسی مرضی ہے تو میں ہرگز کسی سے کوئی بات نا کہونگا۔ میں تو غریب سیدھا سادا آدمی ہوں اتنا کہہ کر وہ فوراً مرے والد کے قدموں پر گر پڑا اور زمین سے ناک رگڑتے لگا سبب اُس کا یہ تھا کہ اُسے کچھہ ہم لوگوں پر شک ہوا اور

فوراً میرے والد نے غصہ سے بھویں چڑھالیں تھی "۔
والد نے اُسے زمین پر گڑگڑاتے دیکھکر کہا یہ کیا تو کیسا بزدل شخص ہے اُٹھ کھڑا ہو اللہ کے نام پر یہ کیا بات ہے کہ کوئی شخص تجھے یہ پوچھے کہ کیا تو کوئی بات پوشیدہ رکھہ سکتا ہے یا نہیں اور تو خیال کرے کہ میرا گلا ہی کاٹا جاتا ہے "۔
اُس کمبخت نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور کانپ کر کہنے لگا میں تو غریب بیچارا ہندو ہوں حضور کو گلا کاٹنے ہی سے کیا ملیگا ۔
والد نے کہا کہ بڑا نالائق ہے اس میں کچھ کے موافق بھی ہمت نہیں ہے ۔ اسے لات مار کر گلی میں نکال دو اور اسکے منہ پر جوتا مارو سینکڑوں دلال سیہی مل سکتے ہیں اُس نے جب دلال کا نام سُنا تو اُسے خیال ہوا کہ یہ کوئی روزگار کی پوشیدگی چاہتے ہیں سو ہاتھہ جوڑ کر کہنے لگا حضور معاف کیجئے اور میری بیوقوفی کو چھما کیجئے حضور کو غصہ میں دیکھکر میرا دل پانی پانی ہو گیا پر اب حضور کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھہ میرا جی ٹھکانے ہو گیا ہے اور مجھے بھروسہ ہو گیا کہ اب کچھہ خوف کی بات نہیں ہے ۔
والد نے کہا خوف کی بات اور تجھ کمبخت کے لئے تھی ۔ مگر خیر چونکہ تیری عقل اب درست ہوئی ہے تو بیٹھ جا اور سُن جو ہم تجھ سے کہتے ہیں ۔
اُس نے کہا حضور بیشک کہیں میں تمام بات پوشیدہ رکھونگا ۔
والد نے اُس کی طرف غضب کی نظر سے دیکھکر کہا اور اگر تو نے ظاہر کیا تو پھر تیرے لئے بہتر نا ہو گا خیر سُن میں سوداگر ہوں آجتک کبھی اس شہر میں نہیں آیا مگر دہلی میں یہ سنکر کے یہاں بنارسی مال کی کثرت زیادہ ہے میں اُس قسم کا مال اپنے ساتھہ لے آیا ہوں جیسا کہ کل ہم نے بازار میں دیکھا تھا مجھے یہاں کے بازار کا در معلوم نا تھا اس لئے تیرے معرفت کچھہ مال دیکھا تا کہ میں روسی ور سے اپنے مال کا بھی در لگاؤں اب کہئے تو ہمارے مال کی بکری کرنے کا بندوبست کر سکتا ہے یا نہیں
اُس نے خوش ہو کر کہا بیشک یہ تو نہایت آسان بات ہے مگر حضور میری محنت

کا بھی لیحاظ رکھیں گے "۔
والد نے کہا تو خیر تجھے پانچ روپیہ سینکڑہ دلالی ملے گی بس اتنا تیرے لئے کافی ہے۔
اُس نے کہا بس حضور اور کیا چاہئے اتنا تو مجھے راجا مہاراجوں سے بھی نہیں ملتا یہ حضور کی لیاقت ہے اچھا تو اب مجھے مال دکھلا دیا جائے۔
والد نے کہا بیشک تمہارا دیکھہ لینا نہایت ضروری امر ہے یہ دیکھو اتنا کہہ کر والد نے کھوٹڑی کھولدی اور ایک ایک کرکے اسے تمام مال دکھلا دیا "۔
اُس نے کہا بیشک یہ مال نہایت بڑھیا ہے آپ کا بہت اسباب یہاں بک جائیگا مگر جب تک آپ یہاں کچھہ دن نہ ٹھہریں تب تک تمام کی بکری بارے میں میں ذمہ وار نہیں لے سکتا والد نے کہا یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ جیسا موقع ہوگا۔ دیکھا جائیگا اگر تمام مال یہاں فروخت نہ ہو سکے گا تو میں باقی کا اسباب پونا لے جاؤں گا۔
اُس نے کہا بہت اچھا اگر مجھے حکم ہو تو میں اس تمام مال کی ایک فہرست بنالوں اور کل تک جیسا بھگتان ہوگا آپ سے عرض کروں گا اس سے جلدی نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے تمام بیپاریوں کی کوٹھی میں جانا پڑے گا "۔
والد نے کہا جو تم بہتر سمجھو کرو اور یہ دس روپیہ عنایت ہے خرچ کے لئے ہیں خیر تو اب جاؤ اور کل اسی وقت حاضر ہو۔
وہ اتنا سن سلام کر روانہ ہوا اُس کے جانے پر والد نے مجھ سے کہا کیا کبھی کوئی ایسا کمبخت دیکھا تھا اسے میں دو کوڑی کے لئے بھی یہیں پر ختم کر ڈالتا میں نے کہا جانے دیجئے یہ مفید ہے اور اس لائق ہر گز نہیں کے ہم لوگ اس کے مارنے کی تکلیف اُٹھاویں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جس قدر روپیہ آپ نے اُسے دینے کا وعدہ کیا ہے وہ آپ ہر گز اُسے نہ دینگے "۔
والد نے کہا ہر گز نہیں میں خیال کرتا ہوں کہ تم نے میرا ارادہ سمجھہ لیا ہوگا۔

میں نے کہا بخوبی یہ کام آپ مجھی کو سپرد کردیجئے۔

صاحب اس کے بعد میں اپنی پیاری زہرہ کے پاس پہونچا وہ مجھے بار بار اپنے رشتہ داروں سے ملاقات کرنے کے لئے کہتی تھی اور گو کہ میں نے اُسے بارہا اس سے باز آنے کے لئے کہا مگر وہ نہ مانتی تھی میں نے دیکھا کہ اب اس کا روکنا میرے لئے بہتر نا ہوگا اگر میں چاہتا تو اُسے لیکر بھاگ گیا ہوتا میں اُسے دل و جان سے پیار کرتا تھا کہ اگر میں نے ہمت باندھکر بھاگ چلنے کا ارادہ اُس سے ظاہر کیا ہوتا تو وہ فوراً راضی ہو جاتی اور میں بلاشک اپنے والدصاحبوں اور روزگار کو ترک کر اُس کے ساتھ چلا گیا ہوتا۔

اگر میں درحقیقت اُسے لیکر بھاگ گیا ہوتا تو میری حالت کیا کبھی اس سے بھی بدتر ہوتی کیا میں کبھی اِن بیڑیوں اور زنجیروں میں گرفتار ہوتا۔ کیا میں کبھی اس بدبخت جیلخانہ میں اپنی زندگی لڑاتا اب میں چاہتا ہوں کہ اس کمبخت جلنے سے ہاتھ دہوؤں اور خدا سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ جلد مجھے اس دنیا سے اٹھالے کیونکہ میرے اس بدنصیب اور نامرد جینے سے مرنا کہیں بہتر ہے صاحب میں پھر بھی آپ سے عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر میں اُسوقت زہرہ کے ساتھ بھاگ گیا ہوتا تو میرے لئے بہت بہتر ہوتا گویا میں نے دنیا کے تمام گناہ اور قصوروں سے نجات پائی ہوتی جن میں میں روز بروز زیادہ تر غرق ہوتا جاتا تھا میں نے اپنی سپاہیانہ شکل وضعداری گفتار اور ہتھیار کی ہوشیاری سے کہیں نا کہیں کوئی عزت دار درجہ پایا ہوتا۔ یا کسی فوج کا افسر مقرر ہو چکا اس فانی زندگی سے جنگ کے میدان میں نیکنامی اور عزت کے ساتھ میں نے موت کا مقابلہ کیا ہوتا مگر ایسا لکھا نا تھا میری قسمت میں وہ ناموری نا تھی اور میں یوں کا یوں ہی رہ گیا افسوس صد افسوس اور حیف صد حیف ہے میری اس کمبخت اور بدنصیب حالت پر۔

خیر جو ہونا تھا سو ہو گیا زہرہ کو میرے اس خوشنما اشتیاق کا مطلق خیال نہ تھا وہ اپنی ماں اور بہن کے ملاقات کی اُمید پر نہایت خوش تھی۔ وہ مجھ سے

بار بار وہاں جانے کے لئے تقاضا کرتی اور دلاسا دیتی تھی کہ میں جلد واپس آونگی مگر مجھے ضرور جانے دیجئے سب لوگ مجھے دیکھکر نہایت خوش ہونگے اور رہائی کنندہ سمجھکر آپ کی نہایت خاطرداری کرینگے ان سے ملاقات کرکے میں آپکے پاس جلد واپس آونگی اور پھر تاعمر میری اور آپ کی جدائی نا ہوگی۔ میں نے کہا زہرہ افسوس ہے تم نہیں جانتی کہ تم کیا کہہ رہی ہو کیا تم خیال کرتی ہو کے تمہاری بہن تمہیں پاکر پھر آنے دینگی خود تم ہی مجھسے کئی مرتبہ کہہ چکی ہو کہ یہاں تم سب سے زیادہ خوبصورت ہو تمہارے پیچھے تو انہیں کوئی پوچھتا بھی ہوگا۔ تو وہ تمہارا واپس آنا کیا دنیا کی نایاب دولت سے کسی طرح کم سمجھینگے۔

اُس نے کہا پیارے ایسی بیرحمی کی باتیں نہ کریئے آپ خوب جانتے ہیں کے میں نے آجتک کبھی کسی طرح فریب یا دغا بازی کی بات آپ سے نہیں کی میں تو ہمیشہ کے لئے دل و جان سے آپ کی ہوں مجھے آپ جانے دیجئے اور میں دو ہی چار گھنٹے کے بعد پھر آپ سے آکر ملونگی "

میں نے رنجیدہ دل سے کہا خیر یونہی سہی جاؤ۔ پر جو تم جلد واپس نا ہوگی تو میں ہی شام تک تمہارے پاس پہونچوں گا مجھے اُس وقت کچھ ایسا ہی خیال ہوتا تھا کہ شاید اب اس سے ملاقات نا ہو۔

میں نے فوراً ایک زنانی پردے دار گاڑی کرلئے کی اور گاڑی والے نے جب اچھی طرح مقام کا پتہ پوچھ لیا تو زہرہ خوشی بخوشی گاڑی میں اُس بڈھی کے ساتھ سوار ہوئی اور میں نے دو آدمی ساتھ اُس کی حفاظت میں کر دیئے سو وہ مجھ سے رخصت ہوئی۔

میرے وہ دو شخص تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور دریافت کرنے پر اُنہوں نے اتنا ہی بیان کیا کہ ہم لوگ فقط اتنا ہی جانتے ہیں کہ زہرہ کے پہونچتے پر اس کے رشتہ داروں کو نہایت خوشی ہوئی اور تمام مکان اس شور و غل سے گونج اٹھا شام ہوتے ہوتے میں اپنے دل کو ہر گز تھام نا سکا پس اُن میں سے ایک

شخص کو لے کر گھوڑے پر سوار ہو اُس کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔

یہ مکان چار مینار سے نیچے اوتر کر فوارہ کے عین سامنے تھا اور صبح کے وقت میں اُدہر ہی سے گزرا تھا۔ جھوں ہی میں مکان کے اندر داخل ہوا اور اس کمرے کے سامنے پہونچا جہاں زہرہ اُس کی ماں اور بہن بیٹھی تھی کہ یاک بیک سب کے سب مارے خوشی کے اُٹھ کھڑی ہوئیں اور زہرہ دوڑ کر میرے سینہ سے لپٹ گئی۔ اور بولی اماں دیکھو میں کہتی تھی نا کہ وہ بڑے دلیر اور خوبصورت ہیں کیوں میرا کہنا ٹھیک ہے نا۔"

اُس کی ضعیف ماں فوراً میرے پاس آئی اور میری بلائیں لینے لگی مارے خوشی کے اُس کے آنکھوں سے آنسوں کی قطار بہنے لگی۔ آخر اُس نے مجھے اپنے بازؤں میں دبا لیا اور زور سے رونے لگی۔ اُس کے بہن نے میرا استقبال اُس خوشی کے ساتھ نہ کیا اگر میں اس قدر خوبصورت نا ہوتا تو شاید وہ زیادہ خوش ہوتی کیونکہ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس بات کا کچھہ رشک رکھتی تھی کہ زہرہ نے مجھہ سا خوبصورت شخص پایا۔

جب اُس بڈھی کو بولنے کی طاقت ہوئی وہ کہنے لگی بیٹا رسول اللہ اور بارہوں امام کی برکت تم پر اور تمھارے آل اولا پر ہو خدا تعالےٰ اپنی رحمت اور حفاظت تم پر رکھے اور بی بی مریم اور مولا علی تمھیں برکت بخشے تم نے اس ویران گھر کو آباد کیا اور ہمارے رنج میں راحت عطا کی اور میں کیا کہوں جس وقت دروازے پر گاڑی کھڑی ہوئی کون کہہ سکتا تھا کہ اس کے اندر میری پیاری زہرہ ہے زینت بھی کہتی تھی کہ وہ ہی کمبخت سکنا ہماری ہمدردی دکھانے آئی ہوگی پر درحقیقت وہ ہمارے اس مصیبت سے نہایت خوش ہوئی۔ کیونکہ اب اُس کا مقابلہ کرنے والا کوئی نا رہا میں کہتی تھی اچھا کچھہ پرواہ نہیں آنے دو بس اتنا کہتی ہی تھی۔ کہ باہر سے کچھہ آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی اور کچھہ لوگ خوشی خوشی دکھلائی پڑنے لگے میں کچھہ بھی نا سمجھی کہ کیا باعث ہے یک بیک دیکھتی کیا ہوں کہ

میری پیاری زہرہ میری موتی میری ہیرا دوڑی چلی آتی ہے مجھے ایسا معلوم پڑا کہ میرا کلیجہ مارے خوشی کے پھٹ جائے گا میرا دل پانی پانی ہو گیا تب سے میر صاحب سوائے اُس کے پاس بیٹھکر منہ کی طرف ایک ٹک پیار سے دیکھنے کے میں نے اور کچھ بھی نہیں کیا مجھے شک ہے کہ میں خواب تو نہیں دیکھتی انشاءاللہ کل میں پانچ روپیہ شہر کے تمام زیارت گاہوں میں بھیج دونگی تاکہ امام ضامن کے نام پہ پچاس فقیر اور مفلسوں کو مٹھائی بانٹ دی جاوے سوائے اس کے میں ایک تعزیہ بنواؤنگی اور اب اُن ماتمی کپڑوں کو اُتار دونگی میر صاحب میں کیونکر آپ سے کہوں کہ میں تب ورو ز اسی طرح بیٹھے بیٹھے رویا کرتی اور سوکھ کر لکڑی ہو گئی میرے تمام ہمسایہ مجھے دلاسا دینے لگے مجھے کسی طرح صبر نہ آتا تھا اتنا کہکر وہ پرانی باتوں کو یاد کر پھر رونے لگی۔

صاحب میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ عورت اس رنج آغاز کے پیشتر کیسی رہی ہوگی۔ مگر جب میں نے اسے دیکھا اُس وقت بھی وہ بدن سے نہایت موٹی تازی اور فربہ تھی۔ اب تو وہ بخوشی باتیں کرتے لگی اُٹھی تو وہ ایک مرتبہ بدن کا جھوکھا کھاتی اور پھل کے مانند آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتی تھی۔ اُس کا پاجامہ نہایت تنگ تھا۔ چلنے پھرنے کی اور خاصکر بیٹھنے کے وقت یہی معلوم پڑتا کہ گویا اُس کی پنڈلیاں پھوٹ کر باہر نکل آوینگی اُسے لہنگہ پہننا چاہا تھا مگر نہیں وہ ضعیف بی بی اب بھی اپنے حکم کے غرور اور جسم کی خوب صورتی میں چور تھی اور میں نے بعد ازاں سنا کہ درحقیقت جوانی کے عالم میں اُس کا جسم اور قد نہایت باقاعدہ اور سُوڈول تھا۔

ہم سب بیٹھکر اپنا احوال اور اپنی اپنی مصیبت بیان کرنے لگے۔ شام ہو گئی میں نے نماز کے لئے سترنجی بچھائی زہرہ کی ماں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھکر کہا واہ یہ تو خاصہ سید بھی ہیں نے نوجوانوں کو عبادت کا شوق دیکھکر نہایت خوش ہوتی ہوں۔ مگر اکثر ہندوستان کے لوگ بہت کم ایسے پائے جاتے ہیں۔

میں نے الحمدللہ ہونے کو تھا۔ مگر وہ سب کے سب ایک بارگی بول اُٹھے کیا! یہ

بغیر ہم لوگوں کے ساتھ کہلسٹ پی ہمارے مکان چلے جایئے گا مجھے اس کا مطلق خیال نہ تھا ۔ سو لاچار مجھے ٹھیرنا پڑا ۔ کھانا تیار نہ تھا اور وہ لوگ مجھے ناواقف ہی کو تھے کہ میں آ گیا ۔ سوائے اس کے وہ محرم کا تران روز تھا سو مجھے نخل صاحب کی سواری دیکھنے کے لئے ٹھیرنا پڑا ۔ ایک پاک نخل اُس گھوڑے کے بیرکی تھی جس پر حضرت پیغمبر صاحب سوار ہو کر مدینہ کو تشریف لے گئے تھے سبھوں نے مجھ سے کہا کہ آج سواری کا دن ہے ضرور دیکھیئے شاید پھر دوبارہ ایسا موقع آپ کو نہ ملے زہرہ بھی باربار اشارہ دل سے میرے رہنے کے لئے منت کرتی تھی پس میرا بھی ایسا ہی ارادہ ہوا ۔ میں نے اپنا گھوڑا اُس آدمی کے ساتھ واپس بھیج کر والد سے کہلا بھیجا کہ شاید آج میں واپس نہ آسکوں گا ۔ میں نے وہ تمام رات نہایت عیش و عشرت میں کاٹی جیسی کے مجھے صبح زہرہ کے رخصتی پر ہرگز اُمید نہ تھی ۔

کھانا نہایت لذیذ پکا تھا ۔ کیونکہ زہرہ کی والدہ اس فن میں یکتا تھی ہر طرح کی ترکاریاں بنی تھیں چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا اس نفاست اور انداز سے چنا گیا تھا ۔ کہ ایک کے بعد دوسرا پیالہ اُس سے زیادہ تر لذیذ وہ دلپسند تھا ۔ کئی طرح کے پلاؤ اور مٹھائیاں تیار کی گئی تھیں اور اُن کے اوپر وہ فرانسیس کی شراب ایسی لذت دار تھی کہ میں اُس کا بیان آپ سے کیا کروں زہرہ کی والدہ نے کہا ۔ کہ یہ شربت ہے اور اسے خود حضور رسالت پناہ صاحب نوش فرماتے تھے اُس کے پینے سے درحقیقت طبیعت جوش میں آ گئی ۔ بعد ازاں اُس نے دو ایک کس خود بیکر مثال پدچہ مجھے اپنا حصہ دیا جس کی خوشبو عنبر مشک سے بھی زیادہ تھی میں اُس وقت نہایت خوش ہو گیا بہشت میں تھا ۔ زہرہ نے مجھ سے کہا کہ آپ نے حالت اسیری اور سفر کی تھکاوٹ کے بعد اکثر میرا گانا سنا ہے مگر اس وقت میری آواز بھرپور نہ کھلتی تھی اسوقت میرا دل نہایت خوش و خرم ہے اب آپ پھر میرا گانا سنئے سوائے اللہ ایام محرم میں گانے کی میری اس گستاخی کو معاف فرمادیں گے کیا چیز آپ کو زیادہ تر پسند ہے میری ہمشیرہ میرا ساتھ میرے تھکنے کے مقام تک دیگی اور بعد ازاں میں بھی اُسکے

گانے میں مدد پہونچاؤنگی ؟"

زینت ایک سارنگی لے آئی اور لکھاؤ سے کر سرگم بجانے لگے ایسا سحر میں نے کبھی نا سنا تھا زہرہ نے بھی اُس وقت ایسا سما باندھا کہ آج تک اُس کا گانا ایسا کبھی نا جما تھا اُس کی ہمشیرہ جو بجاتے ہیں نہایت اُستاد تھی پورے طور سے اُس کا ساتھ دیتی تھی صاحب آپ جانیئے کہ اُس کا وقت زہرہ کو گانے اور سارنگی کی میٹھی آواز میں کچھ بھی فرق نہ تھا جس وقت دونو سا تھ ہی اُٹھتے اور دھیمے ہوتے تھے جان پڑتا تھا۔ کہ گویا بہشت کی دو حوریں گا رہی ہیں۔ کہ فرشتہ بھی اُنکا گانا سننے کے لیئے آسمان سے اُتر آئے ہوتے۔

آخر کار تاشے باجے اور ڈف کا شور اس قدر زیادہ ہوا کہ اُن دونوں نے لاچار ہوکر گانا بند کردیا۔

زہرہ نے کہا خدا کی مار اُن کمبختوں پر اس وقت میری طبیعت ایسے جوش میں تھی کہ میں ساری رات آپ کو گانا سناتی خیر آپ کی طبیعت کچھ خوش ہوئی یا نہیں میں نے کہا تم نے نہایت عمدہ گایا مگر عمر خیر کے محل میں تمہارا جو گانا اول مرتبہ میں نے سنا ہے وہ میرے جگر پر تا عمر کے لیئے نقش ہے وہ ہرگز فراموش نہ ہوگا۔

زینب اُٹھکر کھڑکی کے پاس آئی اور نیچے دیکھکر کہنے لگی واہ اللہ ایسا جلوس تو کبھی بھی دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ آیئے فوراً دیکھئے ورنہ سواری نکل جائیگی۔ کیونکہ لوگ تیز چلے جاتے ہیں؟"

پندرواں باب

ہم لوگ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے زینب نے کہا جلد آیئے وہ لوگ چار مینار تک پہونچ گئے؟"

ہم لوگ بھی کھڑکی میں سے جھک کر دیکھنے لگے اور در حقیقت جلوس نہایت عمدہ تھا کوئی سینکڑوں آدمی کی بھیڑ ہم لوگوں کے نیچے سے ساتھ ساتھ چلی جاتی

تھی اور بہتیرے اُن میں ہتھیار باندھے تھے جو بیشمار مشعلوں کی روشنی میں چمک رہے تھے کچھ لوگ روپہلے اور سنہلے ساٹن کے بنے ہوئے جھالر دار آفتاب گیر ہاتھ میں اُٹھائے تھے جو روشنی کے سبب خوب چمکتے تھے مگر اُس وقت چار مینار کی خوبصورتی قابل دیکھنے کے تھی جس وقت سواری اُنکے نیچے پہونچی وہ سر سے پیر تک روشن ہو گیا۔ میں ایک ٹک اُسی کو دیکھ رہا تھا گویا وہ یکبیک زمین سے نکل آیا ہو۔

سواری نکل گئی اور تمام ایک دم اندھیرا چھا گیا بسبب روشنی کے چکا چوند کے جو پیشتر ہو چکی تھی چار مینار مطلق نظر نہ آتا تھا۔ مگر کچھ دیر بعد وہ عمارت آہستہ آہستہ پھر نظر کے روبرو کھلنے لگی اور یہ معلوم پڑتا تھا گویا کوئی شیطان یا سفید اژدہا اندھیرے میں کھڑا ہو ہم لوگ دیکھ ہی رہے تھے کہ پھر ایک دوسری سواری نکلی اور چار مینار کا اندرونی اور بیرونی حصہ دوبارہ روشن ہو گیا۔ مگر سواری کے نکل جانے پر ویسا ہی سناٹا چھا گیا۔ میں باغ باغ ہو رہا تھا زہرہ ہم دونوں کو چھوڑ کر چلی گئی اور میں اپنی معشوقہ کے گلے میں ہاتھ ڈالے بیٹھا تھا جو میری گود میں بیٹھی تھی ہم دونوں آہستہ آہستہ پیار کی باتیں کر رہے تھے۔ جو فقط وہ ہی لوگ جان سکتے ہیں جن کا دل کبھی اس عشق کی بلا میں مبتلا ہوا ہوگا۔

صاحب ہم دونوں اسی طرح نہ جانے کتنی دیر تک بیٹھے رہے وقت کا گزرنا مطلق معلوم نہ پڑتا تھا۔

یکبیک زہرہ نے کہا یہ دیکھئے کیسی بھیڑ جمع ہے لوگ مشعل جلا رہے ہیں اب نقل صاحب کی سواری آیا ہی چاہتی ہے۔

گو کہ مجھے لوگوں کی آواز سُن پڑتی تھی۔ لیکن بسبب اندھیرے کے سڑک پر کچھ بھی صاف دکھلائی نہ پڑتا پنج شاخوں پر مشعلیں جلا کر اونچی اُٹھائی گئیں تو ایک بہت بھاری ہجوم دکھلائی دیا جہانتک نگاہ جاتی تھی سر ہی سر نظر آتے تھے

سینکڑوں کی تو کوئی بھی گنتی نہ تھی - ہزاروں آدم کی بھیڑ اس قدر جمع تھی سے کے سڑک پر چلنا مشکل تھا ہم دونوں نہایت بیقراری کے ساتھ نقل صاحب کے سواری کی انتظاری کر رہے تھے جو تمام شہر میں گشت کرتی تھی -

تھوڑے ہی عرصہ کے بعد تمام سواری سامنے مسلسل پہنچکر تیار ہو گئی - اور جس وقت قطار باندھ کر نکلی اُس کی خوبصورتی اور رونق کون بیان کر سکتا ہے ہزاروں مشعالیں ہزاروں آفتابگیر طرح طرح کے ہزاروں چھوٹے بڑے جھنڈے اور جھنڈیاں سینکڑوں ہاتھی جن پر نہایت عمدہ اور بیش قیمتی جھول پڑے تھے ایک قطار سے چلے جاتے تھے کتنے ہی ہاتھیوں پر گنگا جمنی اور سونے چاندی کے عماری دار ہودے کسے تھے - جن پر ایک سے ایک پیاری صاحبکار نواب زادہ نہایت زرق برق لباس اور جواہرات کے زیور پہنے سوار تھے اُن کے پیچھے اُن کے ہتھیار بند نوکر بھالے ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے - سواری بیچ سڑک سے جاتی تھی اور دونوں طرف بیشمار لوگ تماشہ دیکھنے کے لئے جمع تھے -

میں نے دیکھا کہ اُن سب میں ایک ہاتھی نہایت اونچا تھا جس پر ایک عماری دار ہودہ میں کسی رئیس کے چار لڑکے بیٹھے تھے کیونکہ اُنکے آس پاس کئی ایک ہتھیار بند نوکر اور مصاحب موجود تھے یہ جانور کسی سبب سے بھڑک اُٹھا میں ٹھیک نہیں کہہ سکتا کہ اُس کے بھڑکنے کی کیا وجہ تھی یا تو وہ لوگوں کے شور وغل مشعل کی چمک اور بھیڑ کو دیکھکر گھبرا گیا یا شاید مست ہو گیا تھا کیونکہ مہاوت اُسے بمشکل روکتا اور بار بار آنکس کو اسکے سر میں گاڑتا تھا - جسکے درد سے وہ سونڈ کو اوپر اُٹھا زور سے چنگھاڑتا میں نے دیکھا کہ مہاوت نہایت غصہ میں آ گیا اور لوگوں کے اشارہ سے ہوتا تھا کہ وہ اُسے دھیما ہونے کی صلاح دیتے تھے مگر ہاتھی ہرگز نہ مانتا یہ قابو ہوا جاتا تھا -

مجھے اس بات کا خطرہ تھا کہ مہاوت کے بار بار آنکس گڑانے سے ہاتھی

کوئی حادثہ نہ کر بیٹھے بھیڑ کی کمبختی سے اتفاقیہ مشعل کا کوئی جلتا ہوا ٹکڑا اپنج ساتنے سے ٹوٹ کر ہاتھی کی پیٹھ پر گرا اور وہ چھنگارٹنا ہوا سونڈ اٹھا کر بھیڑ میں ایک بارگی دوڑا۔

یا اللہ یا اللہ صاحب یہ غضب کی واردات تھی ہاتھی کی آواز سنتے ہی سینکڑوں جان چھوڑ کر بھاگنے لگے بھیڑ اس قدر تھی کہ بھاگنا غیر ممکن تھا سب کے سب ایک دوسرے پر چڑھے جاتے اور چھاہٹ سے گویا آسمان پھوڑے ڈالتے تھے سب سے خطرناک واردات یہ ہوئی کہ جب وہ بدمست ہاتھی بھیڑ سے راستہ نہ پا سکا تو اس نے سونڈ سے ایک شخص کو کمر پکڑ کر اٹھا لیا اور اسے زمین پر پٹک اگلے پیر کچل مو بھانی کر ڈالا آہ اسے یاد کر کے بھی طبیعت گھبراتی ہے میں نے اپنی فوراً نگاہ پھیر لی کیونکہ یہ واردات میں میرے کھڑکی کے نیچے ہی ہوئی تھی۔

جب میں نے پھر دیکھا تو وہ جانور چپ چاپ کھڑا اس لاش کی طرف دیکھ رہا تھا اسے لوگ فوراً اٹھا لے گئے اور اس بیچارے کی لاش اٹھا کر ایک پاس ہی کی دوکان میں رکھ دی گئی اور ایک دم سناٹا چھا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک دم حسن حسین دہن دہن کی چلاہٹ ہونے لگی اور اور ساتھ ہی نگاروں کا شور اس قدر ہوا کہ کان کے پردے گویا پھٹے جاتے تھے۔ تو بھی اس کا عجیب اثر دل پر ہوتا تھا سب کے سب ایک دم اس پنواٹ کی طرف دیکھنے لگے جدھر سے نعلی صاحب کی سواری نکلنے کو تھی اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہزاروں مہتابی کی روشنی کے چمک کے بیچ سواری آئی میں نے چار بیتار کی طرف نگاہ اٹھائی جس کی خوبصورتی اور رونق کون بیان کر سکتا ہے جب مشعل کی روشنی میں وہ عمارت الیسی چمکتی تھی اور مہتاب کی روشنی میں اس کا پوچھنا ہے سر سے پیر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ عمارت تمام چاندی کی بنی ہے اس کے بیتار میں بیت روپیہ چمک رہے تھے

جس ستپ کے اوپر تاریکی کا بادل اس قدر چھایا تھا۔ کہ گویا یہ سب کسی شیطان یا جن کا کرشمہ ہے مہتابی اور آتش بازی کی چمک سے مشعل کی روشنی بالکل دبی جاتی تھی اور گنبد تک کے دہوئیں کے اندر سے ایک قسم کی دہندھلی سی روشنی معلوم پڑتی تھی ہوا کا تو اس وقت مطلق نام ونشان نہ تھا۔

یک بیک بیشمار بمان چار مینار کی چوٹی سے اڑتے اور آسمان میں سُون سُون کرتے ہوئے آگئے اور مینا روں سے بہت اونچے جا ساتھ ہی ٹوٹکر ہزاروں نیلے گن ستارے ہوگئے گویا ان کی برسات ہونے لگی کچھ دیر تک ایسا سنناٹا چھا گیا گویا کہ کوئی سانس بھی نہ لیتا تھا۔ ہر ایک شخص سر اُٹھا کر گن ستاروں کے کھلنے اور گرنے کا تماشہ دیکھنے لگا۔ پھر دوبارہ غل ہوا لوگوں کی بھیڑ ایک بارگی ٹوٹ پڑی اور سب چار مینار کی طرف جھکے۔

تمام لوگ آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے مگر پیچھے سے دہکا اس زور کا تھا کہ سب سے آگے والے لاچار ہوکر دوڑنے لگے دھیرے دھیرے لوگوں نے کچھ تیز قدم اُٹھایا مگر بھیڑ کا خاتمہ نہ ہوتا تھا۔ ہر اک ملک کے باشندے نظر آتے تھے بہتیرے ان میں چمکتے ہوئے ہتھیار کسے حسن حسین کہکر چلا رہے تھے۔ کتنے ہی فقیروں کی کفنیاں پہنے کچھ منتر وغیرہ پڑھ رہے تھے۔ کتنے عجیب طرح کے لباس پہنے اِدہر سے اُدہر دوڑتے اور مسخرا پن کرتے تھے کتنے سر سے پیر تک مختلف رنگوں سے رنگے تھے۔ چند شخص ایسے بھی دیکھنے میں آئے جو کمر گردن یا ہاتھ میں گھونگرو باندھے چھن چھن کرتے گھوم رہے تھے کوئی شیر کی نقل بنا تھا۔ اس کے کمر میں رسے باندھ کر تین چار شخص کھینچتے اور وہ نقلی شیر بھیڑ میں لوگوں پر اوچھلتا کودتا اور جھپٹتا ہوا چلا جاتا اور سب اُسے دیکھکر ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔

کتنے ہی کھال پہنکر بھالو کی شکل بنے تھے بعض بعض لمبی سی دم لگا کر بندر کی مانند اوچھلتے کودتے اور لوگوں کو دانت دکھاتے چلے جاتے تھے۔ کبھی کبھی کوئی وہاں ہاتھی پر سے پیسے کوڑیوں کی مٹھی بھر کر چاروں طرف پھینکتا اور غریب لوگ

لیے نہاتا اُس کے بوٹ نے کے لیئے ٹوٹتے اور آپس ہیں ایسی مار پیٹ کرتے کہ بعض وقت انہیں سے کوئی کوئی شخص زخمی بھی ہو جاتا تہا۔ گہر وہ گہر وہ عربی لوگ اپنے ملک کی زبان ہیں جنگی گیت گاتے ہوئے نکلے اور راستے ہیں بندوقوں کی آواز کرتے اور بعض وقت کھڑے ہوکر تلوار اور برچھیاں نکال پیٹ کے ہا تہہ دکھلاتے تھے یہ سب لوگ سواری کے آگے تھے نعل صاحب کی سواری زردوزی کام کے ایک سہنیلے گدی پر نکالی جس کے اُپر کی ہیں چاندی کا کام کیا تھا اور چاروں طرف نقرائی جھالر لٹک رہی تھی جو مشعل اور مہتاب کی روشنی ہیں نہایت خوبی سے چمکتی تھی کئی ایک ملاح لمبے لمبے آیا پہنے ہتا کبب اور مرثیہ پڑھتے ہوئے سواری کے آگے آگے چل رہے تھے کتنے ہی لوگ مور کے پنکھہ جوری نعل صاحب کو تانک رہے تھے خوشبودار چیزیں مثلاً لوبان وغیرہ آگے آگے جلتا تہا جس کی خوشبو ہوا ہیں چاروں طرف پھیل رہی تھی اور جو شخص محنت اور مشقت سے کسی طرح سواری کے نزدیک پہونچ سکتا وہ مٹھی ہیں ملیدا بھر کر نعل صاحب پر چڑہاتا تھا۔

آہستہ آہستہ تمام سواری نکل گئی کس بشر کی طاقت ہے جو اُس کی خوبی بیان کرسکے۔ دلپذیر مذہبی تاثیر پیدا کرنے کے لئے ایسے میلوں کو دیکھنا نہایت ہی ضروری ہے صاحب میں جو آپ سے کہتا ہوں کہ دل پر مذہبی تاثیر پیدا کرنے کے لئے سو در حقیقت سچ ہے۔ کیونکہ کون شخص ایسا ہے کہ جو اتنے لوگوں کی بھیڑ کو ایک ہی مطلب کے لئے دل وجان سے جمع دیکھے اور اُس کے دل ہیں جوش نہ ہو گھنٹوں تک ہم دونوں بیٹھے ہوئے یہ تماشہ دیکھہ رہے تھے اور اس قدر اُس کے خیال ہیں غرق تھے کہ ہم لوگ آپس ہیں باتیں بھی نہ کرتے تھے آخر کار تمام خلقت نکل گئی اور سڑک پر سنّاٹا اور اندھیرا چھا گیا دو ایک شخص جو کبھی کبھی ادہر اُدہر چلتے دکھلائی پڑتے تو جان پڑتا تہا۔ گویا قبرستان کے شیطان تاریکی میں چل رہے ہیں ؎

اُس سناٹے ہیں کبھی کبھی کسی فقیر کے گھنٹی کی آواز سن پڑتی تھی جو بسبب پیچھے رہ جانے کے دوڑ کر سواری کے لوگوں ہیں ملا چاہتا تھا۔ جو دور نکل گئی تھی۔ مگر تو بھی

بھڑکی ہوئی آواز کان میں آتی تھی جو تین تارگ جاکیسو نے گو نقشے دیکھنے کیا ہیں
کہ چند لوگ ایک گڈھے کے پاس آئی جس میں کچھ آگ سلگ رہی تھی جنہیں سا پوال
اُس گڈھے میں پھینک دیا گیا آگ بھڑک اٹھی چند لوگ نے اپنی نکال آگ کے
چاروں طرف پتا کھیلنے اور پینٹرا دکھلانے لگے اور دوسرے لوگ جو آس پاس کھڑے
تھے۔ زور سے چلا کر بات چیت کرتے تھے بیچ میں جو آگ بلتی تھی اُس پتا کھیلنے
والوں کی پوشاک اور اُن کے ہتھیار چیزیں خوب چمکتے تھے آگ ادھر سے ادھر سے
بجھنے لگی۔ یہاں تک کہ پیچھے کے لوگ بمشکل دکھلائی پڑتے تھے۔ پھر دوبارہ گڈھے
میں پوال ڈالا گیا اور آگ روشن ہوئی اور وہ پھر جوش میں آکر اپنا اپنا پینترا
دکھلانے لگے۔ رات بہت گذر گئی تھی اور سرد ہوا کے چلنے سے ہم لوگوں کو خیال ہوا
کہ اب کچھ دیر آرام کرنا چاہیئے۔

زینب اور اُس کی ماں باہر پہلے ہی سو رہی تھیں فقط ہم دونوں اکیلے بیٹھے رہ
گئے تھے"

صاحب یہ میری معشوقہ کی ملاقات کی آخری شب تھی۔ اُس دن کی تمام باتیں
میرے دل پر اب تک نقش ہیں اور اُن پرانی باتوں کو یاد کر کے جنہیں آج مدت
ہو گئی۔ کبھی راحت اور کبھی رنج ہوتا ہے"

خیر دوسرے دن صبح کو جب میں زہرہ سے روانہ ہوا مجھے وہ وقت اور اُسکی
باتیں اب تک یاد ہیں میں ہرگز نہیں بھول سکتا کہ کس محبت سے وہ بار بار مجھ سے
جلد واپس آنے کی التجا کرتی تھی ماسوائے اس کے اُس کی وہ خوبصورتی اور محبت
کی نگاہ جن سے وہ جدائی کے وقت دیکھتی تھی۔ عجب کہ میں اُسے دیکھتا ہی
سے رنگا کبود وانہ ہونے لگا۔ اب تک یاد ہے صاحب اس پتھر سے کلیجہ پر جو اتنا
کے ہزاروں فریب اور گناہوں سے سخت ہو گیا ہے۔ اب تک اُن محبت کی باتوں
کا اثر قایم ہے۔ ان باتوں کے خیال کرنے سے اب تک مجھے ایک قسم کی تازگی
اور راحت ہوتی ہے کیونکہ میں نے اُس کے ساتھ کوئی بد اصولی نہ کی تھی۔ میں نے

اُسے نواب صاحب کے دام سے چھوڑایا تھا۔ وہ مجھ سے محبت رکھتی اور میں بھی اُسے دل و جان سے چاہتا تھا۔ فقط اس تئی محبت کو زیادہ مضبوط کرنے کے لیئے چند دنوں تک محبت کی ضرورت تھی اور تب ہم دونوں کی یہ نصیحت فیرتک سانکہ دیتی۔ مگر اب ان باتوں کے ذکر سے کیا فائدہ کیا ضرورت ہے کہ مجھ سا کمبخت سنگدل خونخوار شخص جو ان زنجیروں میں گرفتار ہے ایسے دلچسپ عشق آموز باتوں کا ذکر کرے۔ بس صاحب اس حال کو میں یہیں ختم کرتا ہوں۔ اب میں آپ کو اپنے زندگی کا وہ احوال سناتا ہوں جس میں آپ پیشتر کے نسبت زیادہ تر سنگدلی کا کام پاسیے گا۔

میں لوٹ کر والد کے پاس آیا۔ مگر وہ میری جبر حاضری پر کچھ ناراض نہ ہوئے میں نے دیکھا کہ موہن داس دلال اور ایک ساہوکار سا کوئی شخص دونوں میرے والد سے بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ موہن داس سے معلوم ہوا کہ یہ ساہوکار کسی بھاری کوٹھی کا گماشتہ تھا اُسے ہمارے مال کے خرید نے کے لیئے آیا تھا اُسے تمام قسم کے کپڑے اور جواہرات دکھلا دیئے گئے اُس نے سب چیزیں پسند کیں اور کہا کہ میں ان کی فہرست لے جاتا ہوں تھوڑی دیر کے بعد آکر سودا طے کرونگا۔

اس کے جاتے پر موہن داس نے کہا اب آپ اُن کی قیمت کیئے آپ کیا چاہتے ہیں والد نے کہا۔ میری نسبت تم بہتر جانتے ہو سو تم ہی کہو مگر یاد رکھو کہ جتنے زیادہ قیمت پہ یہ مال بکے گا اتنا ہی زیادہ فائدہ تم کو ہوگا۔

دلال نے کہا کہ میں حضور کی عنایت کو ہرگز بھول نہیں سکتا ہوں میں ایک دم یہ کہہ سکتا ہوں کہ کپڑوں کی قیمت ۱۶ سولہ ہزار اور جواہرات کی قیمت ۱۰ دس ہزار ہے۔ مگر آپ ۳۳ تینتیس ہزار مانگیے گا۔ تو میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ کو دو ہزار پانچسو روپیہ ضرور ملے گا۔

والد نے کہا یہ بہت کم ہے اتنی تو میری لاگت لگ گئی ہے اگر مجھے کچھ منافع نہ ملے گا تو میں اپنے نوکر چاکر اور سپاہیوں کا خرچ کہاں سے دونگا میں ۳۵ پینتیس ہو

تمام کی قیمت لکھونگا۔"

دلال نے کہا بہتر ہے اسمیں تو میرا فائدہ ہی ہے مگر جتنی قیمت میں نے کہی ہے اس سے زیادہ آپ کو ہرگز نہ ملے گی۔ تو بھی اگر آپ کو میرا یقین ہو اور آپ اُسے میرے ذمہ کردیں تو جہاںتک ہو سکے گا۔ میں زیادہ قیمت پر آپ کے لئے فروخت کرونگا۔

والد نے کہا اسمیں مجھے کچھ عذر نہیں ہے مگر یاد رہو کہ کم سے کم پچیس ۲۵۰۰ سو ہے اس سے کم میں ایک حبہ بھی نہ لونگا۔

اس نے کہا بیشک میں حضور کی مرضی کے مطابق کام کرونگا۔

والد نے کہا تو اچھا جاؤ اللہ حافظ ہے مگر جلد واپس آنا۔

دوپہر کے پیشتر موہن داس پھر خوشی خوشی آیا اور کئی بار سلام کرکے والد سے کہنے لگا آپ بیشک قسمت ور ہیں آپ کا سودا بہت اچھی قیمت پر بکا میں نے تین ہزار چھہ سو پر تمام مال بیچا ہے اس کے لئے بڑی محنت اور جھوں جھوں کرنا پڑا اور ایشور کی کرپا سے آپ کا غلام آخرکار کامیاب ہوا لیجئے یہ ساہوکار کا رقعہ ہے۔

والد نے رقعہ لے لیا اور اُسے یوں دیکھنے لگے گویا پڑھتے ہی ہیں مجھے اُن کی اس سنجیدگی کو دیکھکر ہنسی آیا چاہتی تھی کہ کس غور سے وہ ان ہندی حرفوں کو دیکھ رہے ہیں جس کا وہ ایک حرف بھی نہ جانتے تھے کچھ ہندی ہی پر منحصر نہ تھا وہ کسی زبان کا بھی ایک حرف لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔

کچھ دیر رقعہ کو دیکھکر کہنے لگے۔ اچھا منظور ہے مگر اس کا روپیہ کیونکر دیا جائیگا

دلال نے کہا جس طرح آپ پسند کرینگے ساہوکار بندوبست کردینگے چاہے آپ نقد روپیہ لے لیں یا ہنڈی لکھا لیویں مگر چونکہ اس قسم کے تمام کاروبار چھہ مہینہ کی مدت پر ہوتے ہیں اس لئے آپ کو نقد روپیہ چکانے میں معمولی در سے سود کاٹ دیتا ہوگا۔

والد نے جواب دیا بہتر ہے تو تم ساہوکار کے ساتھ یہاں آنا اور جب اس کا فیصلہ ہو جاوے گا۔ وہ جب چاہے مال اٹھا لے جاوے۔

موہن داس نے کہا بہت اچھا اور سلام کر کے روانہ ہوا۔

تب تک تعزیوں کے لانے اور دریا میں بہا لئے جانے کا وقت ہو گیا۔ اور چونکہ یہ مقام ہمارے خیمہ سے بہت دور نہ تھا۔ میں نے والد سے عرض کی کہ گھوڑے منگلوا کر یہ تماشہ ہی دیکھ لیویں۔

وہ راضی ہوئے اور گھوڑوں کے آنے پر ہم لوگ سوار ہو کر روانہ ہوئے چلتے چلتے اُس پل پر پہنچے جس پر سے شہر جانے کا راستہ تھا اس پر کھڑے ہو کر جو نگاہ کی دیکھنے کیا ہیں کہ رنگ برنگ کے کپڑے پہنے ہزاروں شخص پالو میں چل رہے ہیں۔ ہزاروں تو کنارے پر کھڑے ہیں اور ہزاروں اُن کے پیچھے اس کہتے ہیں کہ اگر کوئی چاہے تو بھیڑ کے سر ہی سر پر کوسوں پھر آوے سہ پہر کے وقت سورج کی روشنی میں ہزاروں آفتاب گیر اور تعزیوں کے رنگ برنگ کے نانش کی چیزیں چمک رہی تھیں۔ ہزاروں طرح کے خوشنما رنگ دار پوشاکوں کی عجب بہار تھی۔ گو کہ یہ تمام رونق رات کی سواری کے جلوس کے مقابل کچھ بھی نہ تھی تو بھی یہ جلوہ قابل دید تھا۔ ہر ایک محلہ کا تعزیہ ایک ایک کر کے آنا اور دریا میں ڈال دیا جانا جسمیں گو کہ پانی کی نہایت کمی تھی۔ تو بھی اس کام کے لئے کافی تھا۔ غریبوں کے سینکڑوں چھوٹے چھوٹے لڑکے دریا میں تیر رہے تھے۔ جو تعزیئے کے گرتے ہی اس پر ٹوٹتے اور پنی وغیرہ کے لالچ سے اُسے نوچ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے بعض وقت اس ناچیز جنس کے لئے آپس میں وہ لوگ سخت مار پیٹ اور جھگڑا کرتے اور کنارے والے لوگ یہ تماشہ دیکھکر قہقہہ مار کر ہنستے تھے

رفتہ رفتہ تمام لوگ بسبب تکان کے مکان کو لوٹ گئے۔ کیونکہ جس کام میں وہ کئی دن سے شب و روز مشغول تھے وہ ختم ہو گیا کتنے ہی جگہ میں نے دیکھا کہ کون قطرے میں کتنے ہی شخص بھنگ وغیرہ پی کر رات کو تکان سے بیہوش

پڑے ہیں یہانتک کہ جیب میں کھانے پینے کے لئے ایک کوڑی بھی نہیں مگر نشے کی بیہوشی کے عالم میں انہیں بھوک پیاس مطلق نہ ستاتی تھی ۔

اس طرح محرم ختم ہوا ہم لوگوں کو پل پر کھڑے کھڑے اتنی دیر لگی کہ شام کو نماز پڑھنے کا وقت ہو گیا ۔ پس ہم لوگ پاس ہی کی ایک مسجد میں چلے گئے اور چند مسلمانوں کے ساتھ جو وہاں موجود تھے نماز پڑھنے لگے ۔

اس کے بعد میں نے والد سے کہا کہ میں آج پھر زہرہ سے ملاقات کرنے جاؤنگا انہوں نے کہا اچھا جاؤ مگر صبح کو بہت جلد آنا کیونکہ کئی ایک کام کرنے ہیں ۔ میں اس بات کا اقرار کر روانہ ہوا ۔

میں آہستہ آہستہ اپنے گھوڑے پر اکیلی سنسان گلیوں سے چلا جاتا تھا ۔ دو چار شخص جو راستے میں ملتے سب اپنے اپنے مکان کو جھپٹے چلے جاتے تھے ۔ میں فوراً اپنے معمولی پہچانے ہوئے راستے پر آگیا اور اپنی معشوقہ کے مکان کے سامنے پہونچا میں نے گھوڑے سے اتر نوکر کی معرفت اطلاع کرادی اور اس اُمید میں تھا ۔ کہ جیسے میں اس قدر دل وجان سے پیار کرتا ہوں وہ فوراً مجھے کھڑکی پر سے استقبال کریگی مجھے کھڑے کھڑے بڑی دیر ہوئی یہانتک کہ میرا جی گھبرا گیا مجھے اس کا کوئی سبب معلوم نہ ہوتا ۔ کہ کیوں بے فائدہ دیر ہوتی ہے آخر کار میرا نوکر واپس آیا اور جیوں ہی اُس نے دہلیز کے باہر پیر رکھا کسی شخص نے وہڑاکے کے ساتھ دروازہ بند کر دیا اور کھڑکی کے بھی دونوں پٹ بند کر دیئے گئے مجھے فوراً اُس بات کا خیال ہوا جو میں نے زہرہ سے چلتے وقت کہا تھا ۔ اور افسوس کہ میرا گمان صحیح ہوا نوکر میرے پاس آ کر بیان کرنے لگا کہ زہرہ کی ماں نے مجھ سے یوں کہا کہ میر صاحب کو میری سلام کہکر یوں کہدو کہ میری لڑکی کسی دوسرے کے یہاں نوکر ہو گئی ہے اور اب وہ اُس سے ملاقات نہیں کر سکتی میں اُسے کچھہ کہا چاہتا تھا ۔ کہ وہ بڑھی مجھ پر بہت خفا ہوئی اور بولی کہ بس میں نے تمہارے ساتھ اشرافانہ برتاؤ کیا اور اس سے زیادہ تم ہرگز

اُمید نہیں کر سکتے۔ جاؤ۔ اور اُس سے میری طرف سے کہدو کہ وہ اپنے ہوش کی دوا کرے عقلمند ہو وے تو زہرہ کو بھول جاوے۔ کیونکہ اب وہ اُسے خواب و خیال میں بھی نہیں دیکھہ سکتا۔ اس کے تلاش کی کوشش بے فائدہ ہے کیونکہ وہ اُس کے پہونچ سے باہر ہے۔ میں اپنی لڑکی کا مرجانا زیادہ تر پسند کرونگی بنسبت اس کے کہ وہ ایسے آوارہ شخص کے ساتھ محبت رکھے جو موقع پاکر اُسے گھر سے نکال اپنا دل بھر جانے پر بیچ جنگل میں اسے بھوکی پیاسی مرنے کے لئے چھوڑ دیوے اُس سے جاکر یہ حال کہدو اور اگر وہ عقلمند ہے۔ تو وہ بیشک اُسے بھول جائے گا۔"

میں نے غصہ سے کہا بس اتنا ہی کیا اس بڈھی رانڈ نے یوں ہی کہلا بھیجا ہے۔ دیکھو تو سہی میں دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوتا ہوں یا نہیں یہ کہکر میں نے دروازہ پر زور سے دھکا مارا مگر میرا دھکیلنا اور تلوار کے قبضہ سے مارنا بالکل بے فائدہ تھا۔ دروازہ اندر سے نہایت مضبوطی سے بند تھا میں بار بار زہرہ کو پکارتا اور پاگلوں کے مانند غصہ سے چلا کر یہ بہکتا تھا کہ میں اپنی جان اسی دروازے پر دیدونگا اور میرا خون اُس کمبخت بڈھی کی گردن پر ہوگا۔ مگر یہ سب فضول ہوا۔ نہ کسی نے جواب دیا اور نہ دروازہ کی زنجیر کھلی۔ میں مایوس ہوکر بیٹھ گیا میری یہ حالت دیکھکر جب لوگ جمع ہو گئے۔ اور میری وحشت شکل دیکھہ انمیں سے ایک کہنے لگا۔ افسوس اسکی معشوقہ بڑی بیرحم ہے بیچارے کو اندر نہیں جانے دیتی۔

دوسرے نے کہا ملے رہیے یہ بھنگ کے نشے میں مست ہے۔ اللہ جانتا ہے اس کے بہت نزدیک رہنے میں خطرہ ہے کا مقام ہے دیکھئے اس کے ہاتھ میں تلوار ہے میں اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔ نشے والوں سے زیادہ میلی ملاپ ٹھیک نہیں یہ لوگ ہی ایک طرح کے جیتے ایمان کی بے عزتی کرتے ہیں۔"

مجھے یہ سن کر شرم دامنگیر ہوئی اور اس کے آگے غصہ دب گیا میں اپنے گھوڑے کی طرف چلا اور اُس پر سوار ہو آہستہ آہستہ روانہ ہوا مجھے اُس تمام جہاں تاریک معلوم ہوتا تھا۔ ایک شب پیشتر میں خوشی اور عیش کی بلندی پر تھا۔ اور آج میری یہ حالت ہے۔ میں نے ایک نگاہ اُس کھڑکی طرف دیکھا جہاں شب کو بیٹھا میں اپنی معشوقہ سے محبت کی باتیں کر رہا تھا اور جس کے دیکھنے سے بھی اب میں مایوس ہو گیا میں بار بار رات کی سواری اور زہرہ کی باتوں کو یاد کرتا چلا جاتا تھا۔ خیر کسی طرح بمشکل تمام اپنے خیمے میں پہنچا اور مارے رنج اور افسوس کے شطرنجی پر لیٹ رہا مجھے تمام رات نیند نہ آئی۔ اور میں پڑا پڑا ہزاروں ترکیب زہرہ کے ملاقات کی خیال کرتا تھا مگر کوئی بھی ترکیب میرے دل میں نہ جمتی تھی یوں ہی ایک کے بعد دوسرے خیال اوٹھتے اور آپ سے آپ فارغ ہو جاتے تھے صبح کو جب میں اُٹھا مجھے کچھہ بخار سا معلوم ہونے لگا۔ اور کوئی ارادہ مسمم نہ ٹھہرا فقط ایک اُمید اُس بڈہی کی باقی رہی جو زہرہ کے ساتھ عمر خیر سے آئی تھی میں نے خیال کیا کہ اگر اُس سے ملاقات ہو جائے تو شاید کوئی ترکیب اپنی معشوقہ کے رہائی کی نکل آوے پس میں نے صبح ہوتے ہی ایک شخص کو اُن میں سے جو راستے میں زہرہ کے حفاظت کے لیئے تھے اس بڈھی کی تلاش میں بھیجا۔ ادہر کئی روز ہو گئے کے بدری ناتھ سے ملاقات نہ ہوئی مجھے یہ خیال ہوا کہ کہیں وہ مجھے مطلبی نا سمجھہ لے اس لیئے میں فوراً اُس سرائے کی طرف روانہ ہوا جہاں وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا۔

مجھے دیکھتے ہی اُس نے کہا آیئے آیئے بھلا آج آپ کی صورت تو دکھلائی دی سچ کہئے آپ کو ہوائی کی قسم ہے کیا رہے تھے میں تین روز سے آپ کی (؟) کرتا ہوں مگر ملاقات کی نوبت نہیں آتی۔

میں نے کہا پہلے آپ اپنا حال سنایئے کہ آپ نے کیا کیا بعد میں میں بھی

اپنا احوال بیان کروں گا۔"

اس نے کہا اچھا سنئے اول تو میں نے اس مسلمان شہر کے کئی ایک مندروں میں جا کر پوچھا اور بلیدان کیا بعد ازاں محرم میں شریک ہوا اور آخیر میں سات شخصوں کا کام تمام کیا۔ میں نے تعجب سے کہا کیا سات شکار مارے ذرا ان کا حال تو سنایئے۔"

اُس نے کہا۔ میرے بار جمعدار یہ بڑی آسان بات تھی کیا آپ نہیں جانتے کہ یہ کاروان سرائے ہے جہاں سینکڑوں نئے مسافر روز آتے ہیں اور روز روانہ ہوتے ہیں پس تو اس سے کیا مشکل بات ہے کہ ہم بھی اُسی راہ کے مسافر بنکر ان سے مل مل جاویں اس جگہ تو ایک ٹھگ کی زندگی ہمیشہ بآرام گزر سکتی ہے یہاں کے لوگ بھگوان کی کرپا سے نہایت سیدھے سادھے اور بے سمجھ ہیں اور ہم لوگ بھوانی جی اور ان کے مندروں کے بڑے ممنون ہیں کہ شہر کے آس پاس اُجاڑ راستے اور پہاڑوں کی کچھ کمی نہیں ہے جن میں اُن مسافروں کے مارنے کا بہت موقع ہاتھ لگتا ہے۔"

میں نے کہا یہ عجیب بات ہے اچھا کہیئے وہ لوگ کون تھے۔

بدری ناتھ نے آرام طور سے جواب دیا اگر آپ اس پر بغور خیال کریں تو ہمیں کچھ بھی حیرت کی جگہ نہیں ہے خیر سنئے۔ پہلا شخص ذات کا بنیا تھا اور بیدر کو جاتا تھا۔ اُسے ہم گول گھمنڈا لے گئے جہاں اُسے مار فیر بنا دفن کر دیا۔ اُس کے سے ۷۰ روپیہ نقد اور کچھ سونا ہاتھ لگا۔ دوسرا شکار دو شخص اور اُن کی عورت کا تھا۔ جو انہیں کی زبانی معلوم ہوا کہ ژندل کو جاتے تھے۔ بھگوان جانے یہ شہر کہاں ہے مگر کہیں دکھن کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ شہر سے تین کوس پر پہاڑوں کے بیچ ہم لوگوں نے اُن کا بھی کام تمام کیا اور اُنہیں وہیں چھوڑ دیا۔"

میں نے کہا یہ آپ نے بڑی غلطی کی آپ کو چاہیئے تھا کہ اُنہیں دفن کر دیتے۔

اس نے کہا دوست میں نے ہرگز غلطی نہیں کی کسی کو کیا غرض پڑی ہے کہ
ان کی تحقیقات کرتا پھرے سوائے اس کے ہم لوگوں کو اتنا وقت بھی نہ ملا کیونکہ دن
چڑھ گیا تھا اور دوسرے مسافروں کے آجانے کا خطرہ تھا۔ یہاں ہم لوگوں کو
عنقریب دو سو روپیہ نقد اور دو نوٹ ہاتھ لگے جنہیں میں نے تینتیس روپے پر
بیچ ڈالا۔

میں نے کہا تو یہ پانچ ہوئے باقی دو کا حال کہئے۔

بدری ناتھ نے ایک طرف کو اشارہ کیا۔ جہاں ایک گھوڑا بندھا تھا اور کہا وہ
دونوں اس گھوڑے کے نیچے ہیں یہ اتنے غریب تھے کہ انہیں یہاں سے باہر
لے جانے کی تکلیف کون اٹھاتا۔ ان دونوں کے پاس ۴۲ روپیہ نکلا۔

میں نے کہا یہ کام آپ نے نہایت خطرے کا کیا شاید آپ کو کوئی دیکھ لیتا۔

اس نے کہا آہ مجھ جیسے پرانے استاد سے خطرے کا کام نہیں ہوتا۔ سب کے سب
شہر میں تماشہ دیکھنے چلے گئے۔ فقط ہم لوگ اکیلے رہ گئے تھے میں خیال کرتا تھا
کہ ان کے ساتھ ساتھ اس راستے سے جانا چاہیئے۔ جدھر سے ہم لوگ یہاں
آئے تھے مگر اتنے ہی میں سرفراز خان نے ایک کے گلے میں رومال ڈال دیا میں
نے دیکھا کہ اب زیادہ سوچنا فضول ہے فوراً دوسرے کے گلے میں رومال
ڈال اس کا بھی کام تمام کیا رات تک دونوں کی لاش چھپا رکھی اور تب انہیں
یہاں دفن کر اوپر گھوڑا باندھ دیا۔

میں نے پوچھا مگر قبر کے پھٹنے کا تو کوئی خطرہ نہیں ہے؟

بدری ناتھ ہنسنے لگا اور بولا خطرہ مطلق نہیں وہ بہت نیچے دفن کئے گئے ہیں
پھر آپ ہم لوگوں کی پرانی استادی تو جانتے ہی ہیں۔

میں نے کہا تو یہ سب خوب ہوا مگر تم ابھی تک بابا نہ ہو سکا اور اپنی بیوقوفی
سے اپنی معشوقہ کو بھی کھو آیا۔

بدری ناتھ غور سے دیکھنے لگا جیسے اس نے میرے چہرے کی تبدیلی سے میرے

کہنے کو دل لگی نہ سمجھا تو کہنے لگا۔
کچھ پرواہ نہیں میر صاحب میری دل لگی پر خیال مت کیجئے گا مگر درحقیقت یار آپ کا چہرا اس وقت ایسا ہی معلوم پڑتا ہے کہ میں ہنسی نہ روک سکا خیا نے بھی دیکھئے۔ چپلئے خوش ہوجیئے آپ کے لیئے ابھی بہت کام باقی ہے عورتیں تو ہمیشہ بے ایمان ہوتی ہی ہیں اور فقط چھوڑتے اور مخبوط الحواس ان کے لیئے افسوس کرتے ہیں۔ مگر آپ اپنے دوست کی صلاح مانیئے روزگار کو اپنی معشوقہ بنایئے اور یہ ہرگز آپ کو دھوکا نہ دیگی۔
میں نے کہا آپ کی صلاح ٹھیک ہے تاہم وہ معشوقہ جو میرے ہاتھ سے جاتی رہی جس کو آپ بھی خوب جانتے ہیں قابل افسوس ہے اور شاید مدت اب دلیسی کوئی دوسری میرے ساتھ نہ لگے گی۔ خیر یہ کہئے کہ کیا کام ہے کیا میں بھی اسمیں شریک ہو سکتا ہوں۔
اُس نے کہا۔ نہیں پر جو آپ کی مرضی ہو تو آج شام کو ہم لوگ بازار میں ٹہلنے چلیں شاید کوئی شکار ہاتھ لگ جاوے۔
میں نے کہا۔ بیشک میں آپکے ساتھ چلوں گا۔ کیونکہ مجھے خوف ہے۔ کہ اگر اپنے کام میں غفلت کرونگا تو شاید میرا ہاتھ چھوٹا پڑجاوے مگر یہ تو کہئے کہ میرے والد اور آپ سے ملاقات ہوئی تھی؟"
بدری ناتھ نے کہا نہیں میں نے سنا ہے کہ وہ مال کی فروخت میں دل وجان سے لگے ہیں اس لیئے میں نے اُنکے کام میں فضول دخل دینا واجب نہ سمجھا۔"
میں نے کہا آپ کا کہنا درست ہے مگر وہ کام آج تمام ہو کر روپیہ مل جائیگا میں خیال کرتا ہوں کہ اس کے بعد ہم لوگ یہاں زیادہ نہ ٹھہرینگے میں تو ہردم چلنے کو تیار ہوں کیونکہ مجھے نئے شہر اور نئی باتوں کے دیکھنے کا از حد شوق ہے۔ اور اب یہاں کوئی کام بھی ایسا باقی نہ رہا کیا سرفراز خان یہاں نہیں ہے۔
بدری ناتھ نے کہا ہاں وہ ہمراہ سات مسافروں کے پٹنہ چھوڑ گیا ہے اور

ساتھ میں اپنے دس یا پندرہ آدمی نہایت ہوشیار لیتا گیا ہے۔ اگر وہ واپس بھی آوے تو سب کے پیشتر نہیں آسکتا۔

میں نے پوچھا وہ مسافر کون ہے۔

بدری ناتھ نے بے پرواہی سے کہا کوئی بنیئے تھے۔ میں نے خود تو انہیں دیکھا نہیں اور سرفراز خان کو بھی بہت نہایت جلدی تھی اس لئے وہ مجھے بسبب عجلت کے کچھ بتلا نہ سکا۔ میں نے اپنی سستی کے گھبرا کر کہا تو نفرت ہے مجھ پر کہ ادہر تو یہ سب کارروائیاں ہو رہی تھیں اور میں فضول وقت خراب کر رہا تھا۔ پس رسول اللہ کے نام پر جلد اپنا کام شروع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ میں مارے شرمندگی کے آپ لوگوں کے سامنے اپنا سر نہیں اٹھا سکتا۔"

بھنبر نے اس نے کہا آج شام کو آیئے اگر ہم کسی شخص کو بچا کر دہوکا نہ دے سکیں گے تاہم کسی نہ کسی کو فقط دل بہلاو یا آزمائش کے لئے ضرور مارینگے۔"

میں نے کہا منظور یہ ہے کیونکہ اللہ جانتا ہے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہیئے۔ میں نہایت سست اور منحوس ہو گیا ہوں کل خون میرے دل میں جوش کہتا تھا آج وہ مطلق معلوم نہیں پڑتا۔ پس اب میں ہرگز کاہلی نہ کرونگا۔"

اتنا کہکر میں روانہ ہوا اور مکان پہونچنے پر دیکھا کہ دلال اور ساہوکار کا منیم دونوں آ گئے ہیں ان کے ساتھ چند مزدور بیں اسباب اٹھانے اور چند ہتھیار بند سپاہی بندوق اور قبیلا جلانے اور چند ڈہال تلوار لیئے مال کی حفاظت کے واسطے موجود ہیں میں انہیں دیکھکر کہنے لگا۔"

سیٹھ جی ان سپاہی لوگوں کو دیکھکر کسی کو گمان ہوگا کہ شاید آپ کہیں جنگ پر جاتے ہیں۔ میں تو انہیں دیکھکر خوف کھا گیا۔"

وہ سب ہنس پڑے اور منیم نے جواب دیا نہیں میر صاحب یہ نہایت ضروری امر ہے۔ اور یہ لوگ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتے ہیں اگر ہمارا مال چوری ہو جائے یا ہماری نگاہ کے سامنے ہی کوئی اٹھا لے جائے تو کیا پھر اس کا کچھ پتا

لگے گا ہرگز نہیں۔ دانیچ لیجئے جہاں تک ہم لوگوں سے بنتا ہے اپنے مال کی حفاظت کرتے ہیں "۔

والد نے کہا تو آپ مال اُٹھائیے اور لے جائیے چونکہ اب یہ مال میرا نہیں ہے۔ میں اسے اپنے خیمہ میں رکھنے سے خوف کھاتا ہوں۔

منیم نے کہا بیشک میں انہیں ابھی اٹھوا دیتا ہوں اب آپ روپیہ کی بات چیت کیجئے آپ سب نقد سکہ لینگے یا کچھ مال بھی خرید کرینگے "۔

والد نے کہا میں ایک کوڑی کی بھی خرید نہیں چاہتا آپ پانچ ہزار سو چاندی اور باقی کا سونا دے دیجئے کیونکہ لے جاتے میں سُبیتا پڑے گا۔

اُس نے کہا تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ پانچ ہزار روپیہ اور باقی کا سونے کی سِل چاہتے ہیں۔ سونا آپ نزل سے خرید لیجئے بڑھیا سونا مبلغ روپیہ تولہ ہے مگر بہتر ہوگا۔ کہ آپ ہنڈی لے لیں اس وقت ہنڈی بادن بھی اچھا ہے "۔

والد نے کہا نہیں نہیں میں ہنڈی ہرگز نہیں چاہتا مجھے سونا دیجئے مجھے یاد ہے کہ جب میں دہلی سے روانہ ہوا تھا۔ اُس وقت سونے کا نرخ تیز تھا اور بہت دن تک تیز رہنے کی اُمید تھی میرے ساتھ حفاظت کے لئے پہرہ دار بہت ہیں یوں ہی اور مجھے راستے میں ڈاکوؤں کا ڈر مطلق نہیں ہے۔

دلال نے کہا مجھے تو آپ بھولے ہی جاتے ہیں میری دلالی چاہیئے نا۔

میں نے کہا صبر کرو وہ تمہیں پانچ ہزار روپیہ میں سے دیا جائے گا میں سمجھتا ہوں تمہیں فقط ڈیڑھ ہزار دینا ہوگا۔

منیم نے پوچھا کیا کہا ڈیڑھ ہزار کسے دینا ہوگا۔

میں نے کہا اس دلال پر مجھے شک ہوتا ہے کہ شاید یہ مجھ سے ٹھگی کرتا ہے "۔

اُس نے کہا بیشک ٹھگی کرتا ہے۔ کیوں موہن داس ارے بھلے آدمی کیا ایسی بھی دلالی ہوتی ہے کچھ پاگل تو نہیں ہو گیا جو اتنا مانگتا ہے۔

اس نے کہا یہ تو حضور نے مجھ خود عنایت کرنے کا اقرار کیا ہے اور میں

بالکل اتنا پاؤں لگا مہربانی کر کے آپ اس میں دخل نہ دیجئے"۔
والد نے پوچھا تو اسے کتنا دینا چاہیئے"؟
اس نے کہا روپیہ سینکڑہ کافی ہے آپ کو تو یہ بھی بچ جاتا اگر آپ نے خود ساہوکاروں سے ملاقات کر کے سودا طے کیا ہوتا۔
میں نے کہا آپ کا کہنا صحیح ہے مگر ہم لوگ بسبب مسافر ہونے کے نہیں جانتے کہ ساہوکاروں کی کوٹھیاں کہاں ہیں اس لئے ہم لوگوں نے لاچار ہو کر اس بدمعاش سے جو از خود آ گیا۔ اس بارہ میں گفتگو کی"۔
دلال نے ذرا زور سے کہا یہ کیا کہا آپ مجھے چار مہینہ سے نہیں بلا لے گئے اور کیا آپ نے پانچ روپیہ سینکڑہ دینے کا اقرار کر کے مجھے مال کی بکری کا حال پوشیدہ رکھنے کو نہیں کہا تھا"۔
والد نے کہا ہر دیکھو۔ اس کی سنو اسے کچھ خفقان ہوا ہے کیا کیوں میر صاحب آپ ہی کہئے کہ یہ بدمعاش ہاتھ جوڑتا اور منت کرتا ہوا آپ ہی کے سامنے نہ آیا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ مجھے کچھ خدمت دیجئے میں نے کہا اچھا اپنی شرطیں بیان کر دو تو اس نے کہا میں نہایت غریب ہوں جو کچھ حضور دینگے۔ مجھے منظور ہے۔ کیوں یہی بات تھی نہ اور اب خدا کی پناہ یہ ایسی باتیں کرتا ہے اور پندرہ سو ۱۵۰۰ مانگتا ہے حالانکہ ہمارے پاس دینے کو اتنی کوڑیاں بھی نہیں ہے پھر اس سودے میں ہم نے کیا خاک کمایا۔ لگاؤ اس کے سر پر جوتے اور تھوک دو اس کے منہ پر اس بدمعاش کو تو دریائے گنگ کا پانی بھی پاک نہیں کر سکتا اس کی ماں۔۔
ساہوکار کے منیم نے کہا نہیں زبان اس قدر گرم نہ ہو۔ اور آپ کا ایسے کہنے نالایق پر ناراض ہونا بھی فضول ہے مگر چونکہ آپ نے اس سے کام لیا ہے تو کچھ نا کچھ دینا چاہیئے۔ یہ دستور ہے۔ دوسری مرتبہ آپ کو اس سے آگاہی رہے گی اگر کہئے تو میں روپے سینکڑہ کے حساب سے تین سو چھ ۳۰۶ روپیہ اسے دیدوں۔

والد نے حیرت سے کہا کتنا تین سو چھ یا اللہ یا اللہ مجھے تو اس کا آدھا بھی ملنا مشکل ہے رسول اللہ کے نام پر کچھ اور کمتی کیجئے مجھے آپ کے سر و چشم کی قسم ہے میں نہایت غریب شخص اور فقط تماشہ ہوں کیوں میر صاحب آپ دیکھتے ہی ہیں کہ میں کس قدر تنگ دست ہوں ۔

میں نے کہا بیشک اس کے لیئے میں تیار ہوں جو کچھ واجب ہے میں اُس سے ہرگز انکار نہیں کرتا مگر اسقدر روپیہ سنکر میرا تو ہوش اُڑ گیا اور میں بیوقوف سا بن گیا تھا ۔ اس وقت موہن داس چپ چاپ کھڑا مٹھ کھولے حیرت سے ہر ایک کی طرف دیکھ رہا تھا اور جوں جوں ہم لوگوں کی باتیں سنتا توں توں اُس پر زیادہ تر تعجب اور مایوسی کے علامات جھلکتے تھے آخر کار وہ گھبرا کر کہنے لگا ۔

تو کیا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنا پندرہ سو روپیہ جسکے لیئے میں نے رات دن محنت کی ہے ۔ نہ پاؤنگا اور کیا میں ہی پہلے آپ کے پاس آیا تھا آپ مجھے چار مینار سے اپنے ساتھ نہیں لے گئے ؟

میں نے منیم سے کہا ہرگز نہیں پھر وہی چار مینار کا لفظ اللہ کے واسطے اگر آپ اس بدمعاش کو جانتے ہوں تو اسے چپ رہنے کی صلاح دیجئے بھلا جبہ سپاہی اور اس بدمعاش کے حرام روزگار سے کیا سرکار اس کی باتیں سنکر مجبہ صابر کو بھی غصہ آیا ہے اور ابھی یہ نہیں جانتا کہ ہتھیار بندوں سے دل لگی کرنا نیک مصلحت نہیں ہے یہ کہکر میں نے مونچھو پر تاؤ دیا ۔

صاحب میں آپ سے پیشتر عرض کر چکا ہوں کہ وہ دلال کسقدر بزدل تھا ۔ اتنا سنتے ہی وہ فوراً زمین پر ناک رگڑ کر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا ۔ معاف کیجئے معاف کیجئے مجھ سے قصور ہوا آپ جو کچھ عنایت کرینگے ۔ چاہے دس ہی روپیہ دیں مجھے بخوشی منظور ہے لیکن مجھے نہ ماریئے میری جان بخش دیجئے دیکھئے میں آپ کے قدموں پر گر کر خاک میں ناک رگڑتا ہوں ۔

وہ منیم بدن کا نہایت موٹا تھا اسکی یہ حالت دیکھ ہنسنے لگا اور بولا کیسا

موہن داس تو کہتا اُلّو ہے جو ایسی باتیں ہمارے ہی سامنے کرتا ہے ارے نارائن کے نام پر پہلے آدمی تجھے کون مارتا ہے کیا تو لڑکا ہے اتنا بڑا ہوا اور موچھیں آئی اور تو ایسی باتیں کرتا ہے نفت ہے تجھ پر پہلے آدمی تو دلال ہو کر ایسا نامرد ہوا جاتا ہے اُٹھ کھڑا ہو اور آدمیوں کے مانند آنہ روپیہ مانگ اور جو کچھ یہ اشراف لوگ تجھے دیں بخوشی لے کیونکہ جب تو نے دھوکہ دینے کی نیت کی تھی تب تجھے ایک کوڑی بھی نہ ملنا چاہیئے " وہ اُٹھ کر بائیں پیر پر کھڑا ہو گیا اور داہنا پیر دوسرے پیر کی پنڈلی پر رکھ ہاتھ جوڑ چپ چاپ دیکھنے لگا اُسکی پگڑی کے پیچ کھلے جاتے تھے اور اُس وقت اُس کا چہرہ دیکھکر از خود ہنسی آتی تھی "

اُس نے ہچکچا کر کہا دس روپیہ مالک غلام دس ہی روپے پر راضی ہو جائے گا۔

ہم سب قہقہہ مار ہنسنے لگے گماشتے کے شکم میں ہنستے ہنستے بل پڑ گیا اور وہ دم لیکر کہنے لگا۔

" بھگوان نارائن یہ کیسی بات ہے یا سیتارام یہ عجیب دل لگی ہے دس روپئے ارے بھلے آدمی ابھی تو تو پندرہ سو مانگتا تہا "

والد نے کہا نہیں نہیں اس کا جو واجب ہو دو آپ نے ایک سو پچاس کا کہا تھا خیر دیدو اور آپ میر صاحب ان ساہوکار کے ساتھ کوٹھی جاکر روپیہ لے آئیے میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ آپ کے ساتھ پہرا بھی کر دینگے اور آپ کو کئی مزدور سونے چاندی کے اوٹھانیکے لئے وہاں کر دیجئے گا "

گماشتہ نے کہا بیشک میں آپ کے ساتھ حفاظت کے لئے پہرا کرونگا آپ آئیے کیونکہ سونا خریدنا اور تول کر آپ کے سپرد کرنے میں بہت دیر لگے گی ابھی شریف کو بھی روپے دینے ہونگے۔

خیر ہم لوگ روانہ ہوئے راستے میں دلال نے مجھ سے پوچھا آدھیں

کوٹھی میں مجھے روپیہ دیدیجیے گا نا کیوں
میں نے کہا دیکھا جائے گا روپیہ میرا نہیں ہے بیں اسیارہ میں پوچھہ لونگا۔
اُس نے کہا آپ کا روپیہ نہیں ہے تو کس کا ہے۔
میں نے کہا اُس کا جس نے تم سے کام لیا اور جس سے تم ایک سو پچاس روپیہ
پاؤ گے کیا تم بیوقوف ہو جو ایسا پوچھتے ہو۔
اس نے کہا نہیں میں خیال کرتا تھا کہ۔
میں نے پوچھا کیا خیال کرتا تھا کوئی بدمعاشی یا بدذاتی کی بات ہوگی۔
اس نے کہا ہاں آپ چار مینار جیسی باتیں کرتے ہیں۔
میں نے اسے بیچ ہی میں روکا اور غضب میں دیکھ کہا اللہ جانتا ہے اگر پھر
تو نے اُس کا نام لیا کہ۔
نہیں نہیں کبھی نہیں وہ کانپ کر کہنے لگا مجھے مار نے مت دیکھیے یہ کھلی سڑک ہے
ناحق دنگا ہو جائیگا میرے منہ سے اچانک وہ نام نکل گیا میں ابھی خیال کرتا تھا کہ
میں نے کہا پھر تو نے دوبارہ وہی بات کہی اور اللہ جانتا ہے کہ اس سے تیری بینک کچھہ
مراد ہے۔ کہ تو کیا خیال کر رہا تھا۔
کچھ نہیں کچھ نہیں اس نے کہا میں فقط۔
میں نے کہا ہاں کہہ کہتا کیوں نہیں۔
اس نے کہا میں یہ خیال کرتا تھا کہ آپ فقط ایک سپاہی ہیں جو اس سوداگر کے
ساتھ ہندوستان سے آئے ہیں۔
تو پھر اس سے کیا یہ تو تو پیشتر ہی سے جانتا ہے۔
اس نے کہا مگر آپ دولتمند نہیں ہیں۔
میں نے کہا بیشک نہیں۔
اُس نے کہا تو کیوں نہیں ہم اور آپ دونوں دولتمند ہو جاویں۔
میں نے پوچھا کیونکر۔

وہ بولا پہرے داروں کو ساتھ مت بھیجئے۔ یا جن لوگوں کو میں بتلاؤں لے بھیجئے وہ سب پانچ روپیہ پر جو کہئے گا کرنے کے لئے راضی ہوں جائیں گے ہم دونوں روپیہ لیکر بھاگ چلیں اور پاس ہی اس پہاڑ میں ایک ایسا مقام ہے کہ وہاں خزانہ گڑا ہے وہاں چل کر ہم دونوں حصہ لگا لیویں "۔

میں نے پوچھا وہ مقام کہاں ہے کیا دور ہے۔

نہیں نہیں اس نے کہا اگر آپ چلیں تو میں دور سے دکھلا دوں اوپر چڑھنے کی ابھی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دن میں وہاں جانے سے کوئی دیکھ لے گا۔

میں اس کے ساتھ کچھ دور چلا گیا اور اس نے کارواں سرائے اور بیگم بازار کے پیچھے ایک اونچے پہاڑی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ آپ آدھی دور کی اونچائی پر وہ سفید مقام دیکھتے ہیں نا "

میں نے کہا ہاں۔

اس نے کہا بس وہی مقام ہے فقط میں اور میرے چند ساتھی لوگ اسے جانتے ہیں جو کچھ مجھے مل جاتا ہے میں وہیں جمع کر دیتا ہوں "

میں نے پوچھا بھلا تجھے کتنا مل جاتا ہوگا۔

یہی تھوڑا بہت کبھی کوئی دوشالہ کبھی کمخوابی رومال اور کبھی کچھ سونا چاندی وغیرہ مگر آپ اسے پوچھ کر کیا کریں گا۔ میں جو پوچھتا ہوں سو کہئے کہ آپ ہم لوگوں میں شریک ہو سکتے۔ یا نہیں ہم لوگ سولہ آدمی ہیں ایک تو ویں فقیر کے بھیس میں بیٹھا ہے اور باقی کے اِدھر اُدھر ہیں وقت پر ساتھ کے لئے سب آجاوینگے "

میں نے اسے زمین پر پٹک کر کہا بدمعاش جانتا نہیں تو کس سے باتیں کر رہا ہے یہاں نرالی جگہ ہے اور تجھے جہنم بھیج دینا کوئی مشکل بات نہیں فقط ایک ہی ہاتھ میرے تلوار کا پہنچے گا کہ تیری جھوٹی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائیگی یہ کہکر میں نے اپنی تلوار آدھی کھینچ لی۔ میں خوب جانتا تھا کہ اس کا کیا اثر ہوگا۔ بس اسی طرح وہ گھگیانے اور منت کرنے لگا وہ فوراً میرے پیر سے

لیٹ گیا۔ مگر میں نے اُسے جھٹکار کر تھوک دیا اور کہا ناچیز ملعون تجھے چھونے سے انسان ناپاک ہوتا ہے۔ تیرے جیسے نامعلوم کو ہندوستان کا شاید چھونے میں بھی نفرت کرتا ہے فوراً مجھے ساہوکار کے پاس لے چل کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ میں تجھ پر مطلق اعتبار نہیں رکھتا“

اس نے کہا آپ ہرگز ایسا خیال نہ کیجئے میں اس بارہ میں ہمیشہ ایماندار رہا ہوں“

میں نے کہا بہتر ہے کہ تو نے ایسا کیا ہو یا پھر میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں تجھ سے اس کا عوض لونگا چل آگے اور خبردار رہ اگر تو نے ذرا بھی بھاگنے کی کوشش کی کہ میں تجھے بیچ بازار میں دو ٹکڑے کر ڈالونگا“

اُس نے کہا تو آپ میرے ساتھ ہی ساتھ چلے آئیے۔ اتنا کہکر اُس نے اپنا کپڑا سنبھالا اور ہم دونوں پھر بازار سے ہوتے ہوئے چلے“

چلتے چلتے ساہوکار کی کوٹھی پر پہنچے جو ہمارے انتظار میں بیٹھا تھا۔ روپیہ اور سونا میرے آگے رکھ دیا گیا اور رسید جو میں اپنے ساتھ لیتا آیا تھا میں نے اُسے دیدی بعد ازاں پہرے داروں کو ساتھ لیکر میں اپنے والد کے پاس خیمے میں پہونچا۔

وہاں پہونچتے ہی دلال نے کہا میر صاحب جو کچھ مجھ سے قصور ہوا ہو اُسے آپ بھلا دیجئے گا۔ بھگوان جانتا ہے۔ میں تو آپ سے فقط دل لگی کرتا تھا مجھے ذرا ایسے مسخرے پن کی عادت پڑ گئی ہے میں ہمیشہ ہنستا کھیلتا اور خوش رہتا ہوں اتنا کہکر وہ ہنس پڑا اور پھر بولا مگر مجھ غریب کا ڈیڑھ سو روپیہ آپ نہ بھول جائیے گا یہ بھی مجھے پوری اُمید ہے۔

میں نے کہا اگر مجھے ایک کوڑی بھی لینا ہو تو چپ رہ گیا دو ایمانداروں کے سامنے تجھ سے یہ قرار نہیں ہو گیا تیری کوڑی کوڑی چکادی جائے گی“

جب روپیہ صندوق میں بند کر لیا گیا۔ سپاہیوں کو کچھ انعام دے کر روانہ کیا

انہیں جاتے دیکھہ وہ کمبخت دلال اس طرح پیچھے پھر آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ گویا اُس کی زندگی کی اُمید اُن کے ساتھ روانہ ہو چلی آخر کار آہستہ سے روتی صورت بنا کر بولا "

میر صاحب میرا روپیہ دیدیجئے اور میں رخصت ہوؤں "

میں نے کہا صبر کر گھبرا جاتا ہے۔

والد بولے آہ میں تو دلال جی کو بھول ہی گیا تھا ان کا حق دیدینا چاہئے۔

والد نے اُس سے کہا نواب اُن روپیوں کی ایک رسید لکھدو۔

اس نے فوراً اپنی پگڑی میں سے قلم نکال کر کہا بیشک حضور مجھے ذرا کاغذ اور دوات دیویں میں ابھی لکھنے کو تیار ہوں "

میں نے کہا یہ لے فوراً لکھ۔

اس نے رسید لکھ کر مجھے دیدیا اور روپیوں کو دھوتی کے ایک کونے میں باندھ کر میں ٹھونس کر بولا نواب مجھے حکم ہو تو میں روانہ ہو جاؤں حضور نے اس غلام کو دیکھا کہ اس نے کیسی ایمانداری سے آپ کا تمام کام انجام کیا ہے آئندہ جب کبھی حضور حیدر آباد تشریف لاویں تو چار مینار پر پہونچتے ہی سے موہن داس کا پتہ حضور کو مل جائے گا یہ غلام ہمیشہ اپنے مالک کی خدمت بجالانے میں پوری کوشش کرے گا "

میں نے کہا صبر کر مجھے تجھہ سے کچھہ کہنا باقی ہے اور میں نے والد کو راستے کا تمام احوال کہہ سنایا۔

والد نے غضب سے کہا کیوں رے کمبخت یہ بات صحیح ہے بول بدمعاش میں خود تیری زبانی تمام احوال سنا چاہتا ہوں کیا تو مجھے لوٹنے کی کوشش میں تھا۔

موہن داس ثبت کی مواقف مارے خوف کے چپ چاپ کھڑا تھا اسکی آنکھیں ایک ٹک لگی اور منہ کچھہ کھلا ہوا تھا۔ یہانتک کہ وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگا۔

والد نے یہ دیکھتے ہی اُسے ڈانٹ کر کہا۔ تو اس لائق ہے۔ تیری شکل پر تیری

ڈکیتی خونریزی بدمعاشی اور ہر قسم کی بے حیائی جھلکتی ہے تو مارے جانے کے قابل ہے۔ نہیں نہیں سرکار حضور دل لگی کرتے ہیں اس غلام ایسا کیا قصور ہوا۔ اتنا کہتے ہی اُس کے چہرے پر خوف غالب ہو گیا۔"

والد نے کہا بدمعاش ہیں تیرے ایمان پر اپنا تمام مال چھوڑ دیا تھا اور اور تو مجھے لوٹنے کی فکر میں تہا۔ تو نے مجھے اس بیگانے ملک میں بھونکوں مارنے تجویز کی تھی تو نے سینکڑوں کو لوٹا اور ہزاروں کو دہوکہ دیا ہے کہہ کیا تو اس قابل ہے کہ اب بھی جیتا رہ کر پھر اس دنیا میں مکرو فریب کا جال پھیلاوے۔

وہ اتنا سنتے ہی میرے والد کے قدموں پر گر پڑا اور اُن پیر سے لپٹ مارے خوف کے کانپنے لگا منہ سے اُس کے ایک لفظ بھی نہ نکلتا تہا۔ آخرکار گڑگڑا کر کہنے لگا جو کچھ حضور نے کہا میں سب کچھ ہوں چور بدمعاش۔ خونی لچا پاجی مگر میری جان بخش دیجئے حضور کی مہربانی ہے اب میں رہ نہیں سکتا حضور کے پاس تلوار نہیں ہے سرکار مجھے کیونکر مارینگے اسے اُس وقت خیال ہوکہ ہم دونوں کے پاس ہتھیار نہیں ہے اور فوراً دروازے کی طرف یہ کہتا ہوا بھاگا۔ ابھی کوتوال کو خبر ہوگی تو تمام شیخی نکل جائے گی دروازہ بند تھا۔ اُس نے کئی مرتبہ اُسے کھینچا اور دھکیلا تب تک میں نے فوراً اس کے پیچھے پہونچ رومال اس کے گلے میں ڈال دیا وہ گھوم کر میری طرف دیکھنا ہی چاہتا تھا۔ کہ دوسرے لمحہ میں بیدم ہو زمین پر آ رہا۔"

شاباش والد نے کہا آخرکار انصاف کے ہاتھ تلے اس کی موت ہوئی اور اسکے تمام گناہ بھی اس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائینگے درحقیقت ہم لوگوں نے یہ عمدہ کام کیا۔

میں نے کہا بیشک اُس نے خود اقرار کیا تھا۔ کہ میں خونی چور اور ڈاکو ہوں بس اور کیا چاہئے تھا یہ بات جانے قابل غور ہے کہ ابھی تھوڑی ہی عمر میں اس نے کسی قدر گنا اور ظلم کئے تھے۔

والد نے کہا اسے ادہر کھینچ لے جاؤ۔ اور لوگھو کو بلاؤ میں اسکی شکل نہیں دیکھنا چاہتا اسے اس مکان کے اندر ہی دفن کردو۔ کیونکہ شہر کی بھیڑ میں اسے باہر لے جانا واجب نہ ہوگا۔ میں نے کہا بہتر ہے مگر خیال کیجئے۔ کہ ہم لوگ بہت ہی بچ گئے اگر آپ نے مجھے اس بدمعاش کے ساتھ نہ بھیجا ہوتا۔ تو بیشک ہم لوگ روپیوں سے ہاتھ دہو بیٹھتے۔

انہوں نے کہا درحقیقت فرزند اور روپیہ جانے پر بھی اگر تمہیں یہ شک نہ پیدا ہوتا کہ پانچ روپیہ سینکڑہ بہت ہے تو میں نے بیشک اُسے ڈیڑہ ہزار دیدیا ہوتا میں اُسی وقت اشارہ کرتے ہی سمجھ گیا اور ویسی باتیں کرنے لگا۔ بہتر ہوا کہ ہم نے اِس بدمعاش کو جان و مال دونوں سے محروم کیا۔

میں نے کہا صحیح ہے یہ نہایت عمدہ اور دل لگی کا شکار ہوا سوائے اس کے ابھی آئندہ کے گئے امید باقی ہے۔"

والد نے کہا اُس پہاڑ کے فقیر سے۔

میں نے کہا جی ہاں وہاں مجھے زیادہ مال معلوم ہوتا ہے۔"

والد نے کہا مگر خبردار رہو اُس کے تمام گروہ والے وہاں ہونگے ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے دوسرے طور سے پیش آویں۔

میں نے کہا ذرا صبر کیجئے میں بدری ناتھہ سے جاکر صلاح کرلوں یہ معاملہ اُس کے اور میرے فراض غاں کے لائق ہے مگر آپ اعتقاد رکھئے کہ ہم لوگ ہرگز کوئی بیوقوفی کا کام نہ کرینگے۔

اتنا کہکر میں بدری ناتھہ کے پاس پہنچا جو سرائے میں میرے اسرے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی اُس نے کہا۔

کہئے میر صاحب آج شب کو کتنے آدمیوں پر ہاتھہ مانجنے سے آپ کی آسودگی ہوگی اس آباد شہر میں آدمیوں کی کچھہ کمی نہیں ہے۔

میں نے کہا ہاں میری طبیعت اُسی طرف ہے مگر جو صلاح اُس وقت

ہمارے آپ کے درمیان مجھے پائی تھی اس پر میرا ارادہ نہیں ہے۔ میں نے دوسرا ہی شکار تجویز کیا ہے۔

اس نے کہا۔ واہ واہ تو آپ سودے کا کام کر رہے ہیں مجھے بتلائیے تو کیسا شکار ہے میں نے جواب دیا اس شکار میں مضبوط دل والوں کا ہے جو ننگی تلواریں چلا سکیں کہئے آپ کی طبیعت میرے ساتھ چلنے کی ہے۔"

بدری ناتھ نے کہا میں تو آپ کے ساتھ موت کا بھی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہوں مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ آپ کس دھن میں ہیں۔

میں نے کہا لو سنو پس میں نے دلال کا تمام قصہ بدری ناتھ کو سنایا۔

اس نے کہا شاباش میرے جمعدار صاحب خوب ہوشیاری اور عقلمندی کا کام آپ نے کیا میں کہہ سکتا ہوں کہ کسی دوسرے شخص سے یہ کام اتنی عمدگی کے ساتھ اول سے آخر تک ہرگز انجام نہ ہوتا۔ اس تالاش کی واجب سزا ہوئی اور اب میں خیال کرتا ہوں کہ ہم لوگوں کو اس پہاڑ کا چھپا ہوا خزانہ تلاش کرنا چاہیئے۔

میں نے کہا بس میری یہی مراد ہے۔ اگر مجھے وہاں جانے کا ٹھیک راستہ معلوم ہوتا تو میں آج رات ہی کو اس کی تلاش میں چلتا۔

بدری ناتھ نے غور کر کے کہا اچھا ٹھیریئے کچھ بہت لوگوں کی ضرورت نہیں ہے فقط سات یا آٹھ ہمت ور آدمی بہت ہیں آپ اور میں پیر خاں اور موتی رام اور چار شخص اور کافی ہیں مہر خدا خاں کے انتظاری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ صبح سے پیشتر واپس نہیں آسکتے۔ مگر اس مقام کا پتہ اور یہ حال کیونکر معلوم ہو ان بدمعاشوں میں سے کوئی شخص رات کو وہاں رہتا ہے یا نہیں۔

میں نے کہا کیا کوئی شخص ہم لوگوں میں سے فقیر نہیں بن سکتا۔ قلندر ہو یا کوئی بھی بھیس کافی ہوگا وہ اسی وقت چلا جائے اور گھنٹے دو گھنٹے میں خبر لیکر واپس آجاوے۔

بدری ناتھ نے کہا بس ٹھیک ہے۔ دیکھو تو کوئی ہے شیخ جی کو بلا لاؤ۔

ایک شخص دوڑ کر شیخ جی کو بلا لایا اس بڈھے شخص کا ماتھا جس کی ڈاڑھی سینے تک لٹکتی تھی رومال پر ایسا بیٹھا تھا۔ کہ اس کا ثانی ہماری تمام گروہ میں نہ پایا جاتا تھا۔

بدری ناتھ نے اس کے آتے ہی کہا شیخ جی آیئے بیٹھئے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے اگر ضرورت پڑ جائے تو آپ فقیر بن سکتے ہیں نہ۔

اس نے کہا بیشک کہئے مسلمانی فقیر بنوں کہئے ساد ہو یا جوگی بن جاؤں مجھے سب کا ربط ہے میرے پاس ان کی پوشاک وغیرہ بھی تمام موجود ہے اور مجھے ان کی بول چال میں بھی بہت زیادہ ربط ہے۔

بدری ناتھ نے کہا بہت اچھا تو سنئے اسی وقت جا کر آپ بھیس بدل آیئے ہم لوگوں نے ایک شکار تجویز کیا ہے۔ اتنا کہکر بدری ناتھ نے اپنا مطلب اور موہن داس کا تمام احوال اُسے سمجھا دیا اور کہا بس اب ہوشیار رہئے اور شام کے پیشتر واپس آکر یہ بتلایئے کہ وہ مقام کیسا ہے اور وہاں کون کون رہتا ہے۔"

پھر بدری ناتھ نے مجھ سے پوچھا کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ فقیر جو وہاں رہتا ہے ہندو ہے یا مسلمان۔

میں نے کہا میں نے الف کو چمنے کی دیوار کے پاس کھڑے دیکھا اس سے گمان کرتا ہوں کہ وہ مسلمان ہے۔

اتنا سُن شیخ نے کہا بس اب میں اپنا کام کر لونگا صاحب میں روانہ ہوتا ہوتا ہوں اور خدا چاہے گا تو ہرگز آپ لوگوں کو مایوس نہ کروں گا اور اقرار کرتا ہوں کہ وقت سے پیشتر آپ لوگوں سے آکر ملاقات کرونگا۔"

اُس کے جانے پر میں نے بدری ناتھ سے پوچھا کیا یہ اس کا بندوبست کر سکے گا۔ کیونکہ یہ کام نہایت باریک ہے۔

بدری ناتھ نے کہا اس بات کا آپ ہرگز خوف مت کیجئے یہ اپنے فن کا پورا اُستاد اور بھیس بدلنے میں لاثانی ہے ایک مرتبہ فقیر بنکر اس نے پاتھ ناتھ تناہی

فقیروں کو جو بہت سا روپیہ جمع کرچاہ بنانے کے لئے لے جاتے تھے۔ ہمارے ہاتھ کردیا جس میں ہم لوگوں کو گھیرا مال دستیاب ہوا۔ ماسوائے اس کے وہ شیر کے مانند دلیر ہے اور باقی کے اس کے کام تو آپ خود ہی دیکھ چکے ہیں۔

ہم لوگ باتیں کر ہی رہے تھے کہ سرفراز خان آگیا اور خوشی بخوشی کہنے لگا۔ یارو ہم لوگوں نے اچھا ہاتھ مارا اور خوب گہرا مال لے آئے ہیں وہ سب مسافر مارے گئے اور لوٹ کا اسباب پیچھے ہمارے آدمی لئے آتے ہیں"۔

میں نے کہا خیر بہت اچھا ہوا مگر تمام اسباب ہی ہے کہ کچھ نقد سکہ بھی حاصل ہوا۔

اُس نے کہا دونوں میر صاحب دونوں مگر میں سمجھتا ہوں کہ آپ اتنا جلد کیوں دریافت کرتے ہیں جبکہ اسوقت آپ کی شکل اونکا کے مانند نظر آتی تھی ہم لوگ نواب تک آرام سے بینتو لعل کی حویلی میں پڑے ہوتے کیونکہ آپ تو تمام ماجرا جانتے ہی نہیں مجھے ایسا چال چلن بالکل ناپسند ہے۔

میں اُس کے اس کمال پر سخت ناراض ہوا۔ اور خفگی کے ساتھ جواب دینے ہی کو تھا۔ کہ بدری ناتھ نے بیچ میں دخل دیکر کہا"۔

ہاں ہاں جانے دیجئے جھگڑا نہ کیجئے یہ نہایت افسوس کی بات قابل ہنسی اور گنہیوں کے ہوگی۔ میری بات سنئے سرفراز خان دیکھو تم لڑکے نہیں ہو۔ اور اس طرح آپے کے باہر ہو جانا نہیں واجب نہیں ہے۔ پہلے سن لو کہ ہمارے نوجوان جمعدار صاحب کیا کر رہے تھے اور میں بھوانی کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہم لوگ یہ ماجرا سنکر ضرور شرمندہ ہو جائینگے"۔

اتنا کہکر بدری ناتھ تمام احوال کہہ سنایا جس سے سرفراز خان کا غصہ لمحہ بھر میں جاتا رہا اور اُس نے اُٹھکر مجھے گلے سے لگالیا اور کہنے لگا۔ معاف کیجئے میر صاحب میں یہ بات مطلق نہ جانتا تھا۔ اور اب یہ ثبوت کرنے کے لئے کہ میں آپ کا ویسا ہی دوست ہوں میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھے بھی اس معاملہ میں

شریک کیجیے کیونکہ اللہ جانتا ہے یہ عجیب ماجرا ہے۔

میں نے کہا بخوشی ہم لوگوں کو یہ گمان تھا کہ شاید تم پہنچ سکو گے اگر چونکہ اب تم آ گئے ہو میں کسی طرح تمہیں نہیں چھوڑ سکتا۔

پھر بدری ناتھ نے اُس سے پوچھا ہاں تو وہ سب کے سب جنہیں تم یہاں سے لے گئے مارے گئے کیا اسمیں کسی طرح کی دقت تو تمہیں نہ ہوئی مطلق نہیں خان نے جواب دیا ہم انہیں مصلی پٹن کی سڑک پر لے گئے اور سرور نگر کے دوسری طرف ایک مقام ایسا مل گیا کہ وہاں اپنا کام کر لاشوں کو ایک کنوئیں میں ڈال دوسرے راستے سے واپس چلے آئے سبحان اللہ یہ لاثانی مقام ہے۔ یہاں تو ہم لوگ بیسوں روز ہنسی دل لگی کے ساتھ رہ سکتے ہیں میں تو اب یہیں رہا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا۔ جیسے تمہاری مرضی ہو کرنا جب ہم لوگ لوٹ کا حصہ لگا لینگے۔ تب جن لوگوں کو ساتھ لے جانے کو تھے اُن آٹھوں کو جمع کر اور اپنے ہتھیار سجا نہایت بے تکلفی کے ساتھ شیخ جی کی انتظاری کرنے لگے۔

آخرکار شیخ جی آئے اور بخوشی کہنے لگے اب دیر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں نے اُس مقام پر جا کر اُس فقیر سے ملاقات کی وہ مضبوط نوجوان شخص ہے مجھے دیکھتے ہی بولا کہ ہندوستان کا رہنے والا ہوں رہیں ٹکنے کا کوئی مقام نہیں جانتا اللہ کے نام پر ایک ٹکڑا روٹی اور ایک پیالہ پانی مجھے عنایت کیجئے تو وہ کچھ رحم دل ہوا۔ کھوہ میں بلا کر کچھ کھانا اور حقہ دے ادہر اُدہر کی باتیں کرنے لگا۔ میں نے اپنی ڈبی نکال کر تھوڑی سی افیون کھائی جسے دیکھ اُس نے بھی مجھ سے مانگ لی۔ اور اس قدر چڑھا گیا ہے۔ کہ اب صبح کے پیشتر نہ جاگے گا میں اُسے بیہوش سوتا چھوڑ آیا ہوں۔

میں نے کہا اب وہ ہرگز نہ جاگے گا۔ مگر آپ اُس مقام کو خوب دیکھ آئے ہیں نہ مال کسی جگہ گڑا ہو گا۔ کچھ کہہ سکتے ہیں!!

شیخ جی نے کہا وہ وہ پہاڑ ولی کھوہ کے اندر رہتا ہے۔ وہاں اندھیرا بہت ہے

لیکن ہم نے ایک کو سنہیں دیکھا کہ مٹی اور پتھر کا ایک چبوترا بنا ہوا ہے جسے اُس نے اپنے سونے کا مقام بنلایا اور خیال کرتا ہوں کہ اُسی میں تمام جمع پوشیدہ ہوگی "

میں نے کہا تو چلو اب ایک لمحہ بھی دیر نہ کرنا چاہئے شاید دیر ہونے سے اُسکے گروہ کا کوئی شخص آجائے یہ عین اُن کے بازار جانے اور مال مارنے کا وقت ہے ابھی سب کے سب باہر ہونگے۔

ہم سب خوشی خوشی چل پڑے اور شیخ جی کو آگے کر چھپے چھپے دبکے ہوئے اس پگڈنڈی پر پہنچے جہاں سے اوپر چڑھنے کا راستہ تھا"

یہاں ہم لوگوں نے آہستہ آہستہ کانا پھوسی کر صلاح کی اور پانچ شخصوں یہ کہکر نیچے کھڑا کر دیا۔ کہ جب ہم لوگ بلاویں تب اوپر آنا وہ وہیں رہے۔ اور میں بدری ناتھہ اور سرفراز خان کو ساتھہ لے کر آہستہ آہستہ اُس مقام پر پہونچا جہاں شیخ جی ہم لوگوں کے پیشتر جا کھڑے تھے "

ہم لوگوں کے پہونچتے ہی شیخ جی نے دھیرے سے کہا۔ وہ ابھی تک سوتا ہے۔ مگر آپ لوگ آہستہ آہستہ آئیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پیر کے کھٹکے سے جاگ اُٹھے۔ دیکھئے وہ سامنے اُس چراغ کے پاس پڑا ہے۔

میں نے بدری ناتھہ سے کہا۔ بس یہ میرا ہو چکا۔ آپ اور سرفراز خان اسے پکڑے رہنا میں نے دیکھا کہ وہ شخص بدن سے نہایت طاقتور معلوم پڑتا تھا۔ اس لئے میں نے یہ ہوشیاری اور دوراندیشی اس موقع پر واجب سمجھی مگر وہ زمین پر لیٹا تھا۔ میں اس خیال میں ہوا کہ اس کے گلے میں رومال کیونکر ڈالا جائے میں نے اپنا پس و پیش بدری ناتھہ سے بیان کیا اُس نے اپنی تلوار کے میان کے چھپٹے حصہ سے اُس فقیر کے پیٹ پر ایک ٹھپکا زور سے دیا اور وہ اُسی دم اُٹھ بیٹھا "

یہ کہا۔ چور بس اتنا اُس کے کہتے ہی میں نے فوراً رومال اُس کے گلے میں دیا اور وہ مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔

میں نے بدری ناتھ سے کہا اب چراغ تیز کیجئے۔ اور نیچے سے تین شخصوں کو بلا لیجئے اور باقی کے لوگ وہیں خبردار رہیں ؟

بدری ناتھ نے اُسی فقیر کے کپڑے میں سے ایک چیتھڑا پھاڑ کر موٹی سی پتی بنا تیل میں ڈبا کر جلایا جس کی تیزی سے تمام کھوہ روشن ہوگیا۔ اور ہر ایک چیز صاف دکھلائی دینے لگی ؟

شیخ جی نے کہا دیکھئے یہی وہ چبوترا ہے۔ جسکے بارے میں میں نے آپ لوگوں سے کہا تھا۔ بہتر ہے کہ ہم لوگ اس کے پیچھے تلاش کریں۔

ہم لوگ اُسی کے پیچھے جا کھڑے ہوئے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ ایک کونے میں ٹوٹے پھوٹے جھجر اور صراحیوں کا ڈھیر لگا ہے۔ جس میں ہم لوگوں نے اول خیال کیا کہ شاید اناج یا آٹا ہوگا اور درحقیقت اُن میں سے دو میں جنہیں ہم لوگوں نے پہلے پہل کھولا چاول اور دال نکلا مگر تیسرا کچھ بھاری معلوم ہوا۔ میں نے کہا اس میں چاولوں کے سوائے کچھ اور بھی ہے۔ اسے اچھی طرح دیکھو اُس کے منہ پر چیتھڑے بھرے تھے جنکے ہٹانے پر نیچے سے روپے دکھلائی دیئے اس میں فقط روپے ہی نہ تھے بلکہ روپے اور پیسے سب ایک ہی میں ملے تھے۔

بدری ناتھ نے کہا یہ عقلمندی کا کام نہیں ہے تانبا اور چاندی ایک ہی میں ملنا نہ چاہئے تھا۔ چاندی کالی پڑھ جائیگی پر خیر ہم لوگ اُسے صاف کر لینگے ؟

دوسرا برتن بھی ویسا ہی نکلا۔ مگر آخری سب سے عمدہ تھا اس میں سونے چاندی کے گہنے مثلاً انگوٹھی کڑے اور جوشن بھرے تھے ہم لوگ وہ دیکھکر کانپ اُٹھے کہ اُن میں کئی ایک گہنے خون سے بھرے ہوئے تھے ؟

اتنا کہنے کے بعد بھیر علی نے کہا کہ آپ شام ہوگئی ہے اگر حضور اجازت دیں تو میں نماز وغیرہ سے فارغ ہو جاؤں اور اگر حکم ہوگا۔ تو کل پھر حاضر ہو کر بقیہ حالات گوش گذار کرونگا میں نے اُس کی اس درخواست کو منظور کر لیا اور وہ اُٹھکر چلا گیا۔

(ختم شد)

لالہ پنالال ناولسٹ لاہور کے عجیب وغریب دلچسپ ناول

پولیس مین عرف قیدی یا سراغرسان

بریلی بینک کے خزانچی شام ناتھ اور سوشیلا کی محبت بھری داستان پیارے لال کلرک بریلی بینک کا اس بات پر خار کھا کر شام ناتھ کو ذلیل کرنے کی کوشش کرنا۔ دھوکہ سے جعلی دستخط کروا کر مینیجر لنڈن سٹیشنری مارٹ کی جھوٹی شہادت اور منی جان طوائف کی خفیہ سازش سے معاملہ کا پولیس میں آنا۔ شام ناتھ کا دو سال قید ہو جانا۔ لاہور سنٹرل جیل سے کلکتہ جیل میں تبدیلی۔ سوشیلا کا شام ناتھ کے فراق میں بیتاب ہو کر کلکتہ کو روانہ ہونا۔ اور راستہ میں دو بدمعاشوں کے پھندے میں پھنسنا۔ کلکتہ جیل میں جے چند ڈاکو سابق وزیر اعظم ریاست ...... کی موت۔ شام ناتھ کا اپنے نام نمبر کی تختی اس کے بازو پر باندھنا اور اس کی تختی اپنے گلے میں ڈال کر اپنے نام کو مردہ ظاہر کرنا۔ پھر حوالدار کو مار کر جیل سے بھاگنا۔ چلتی گاڑی پر سوار ہونے کی کوشش کرنا۔ گارڈ کا اس کو قیدیوں کے بھیس میں دیکھ کر گرفتار کرنے کی ناکام کوشش کرنا۔ شام ناتھ کا چھلانگ لگا جانا۔ اور اندھیری رات میں جنگل کی طرف بھاگ جانا۔ جنگل میں کمل ناتھ اور اس کی بیوی بدمعاشوں کے پنجے میں دیکھ کر بدمعاشوں کو مار کر ان کو رہائی دلانا۔ کمل ناتھ کا اس سے مدد کا وعدہ کر کے اپنے مکان پر لانا۔ اور اس کو لاہور میں بابو نگیندر ناتھ آفیسر خفیہ پولیس کی طرف اپنا سفارشی کارڈ دینا۔ کلکتہ اسٹیشن کے ہوٹل میں شام ناتھ اور سوشیلا کی پراسرار ملاقات۔ سوشیلا کی بدمعاشوں کے پھندے سے رہائی۔ لاہور واپسی۔ بابو نگیندر ناتھ کا شام ناتھ کو اپنے محکمہ میں ملازم کر لینا۔ اس کا اپنے معاملات کو سلجھانے اور اپنے آپ کو بیگناہ ثابت کرنے کے لئے

منی جان طوائف کے پاس مراثی کے بھیس میں ملازمت اختیار کر کے پیارے لال اور منی جان کی تمام گفتگو کو کاغذ پر چھپر لانا۔ اور سامنے والے مکان کو کرایہ پر لیکر دونوں کی حرکات اور پیار و محبت کے نظاروں کا فوٹو لینا۔ پیارے لال کا ان تمام واقعات سے آگاہ ہو کر پبلی بینک میں پہنچکر فوٹو وغیرہ کو سوشیلا سے چھین کر جلا دینا۔ اور منیجر۔ منیجر کی بیوی اور چپڑاسی کو جان سے مار دینا۔ اور رشید پولیس افیسر سے اپنے اور سوشیلا کے تعلقات کا اظہار کرنا۔ رشید کا سوشیلا پر غائبانہ عاشق ہونا۔ اور اُس کو اپنے قابو میں لانے کی ناجائز کوشش کرنا۔ سوشیلا کا اپنی عصمت دری کے خوف سے رشید کے پستول سے ہی رشید پر فائر کر کے اُس کو مار کر گرا دینا عین وقت پر شام ناتھ کا داخل ہونا۔ پیارے لال کا بھاگ جانا۔ شام ناتھ کا اُس کے تعاقب میں موٹر سائیکل پر جانا اور اسٹیشن پر اُس کو جا لینا۔ گاڑی کا روانہ ہو جانا۔ راستہ میں دریائے راوی میں پیارے لال کا چھلانگ لگا جانا۔ شام ناتھ کا بدستور تعاقب جاری رکھ کر اُس کو جان کنی کے وقت میں جا پکڑنا۔ اور جسے چند ڈاکوؤں کے بتائے ہوئے پوشیدہ خزانے کے حالات۔ جائے مدفون کا پتہ دریافت کرنا۔ سوشیلا اور شام ناتھ کی شادی عجیب واقعات ہیں۔ کہ بعض مقامات کو پڑھ کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قیمت صرف ۱۰/

زہر یلا کنڈ عرف دو دھاری خنجر ۶/ لاکھ روپیہ کا فوٹو ۸/

" حصہ دوم شانتا کانتا ۸/ " حصہ دوم چمپا ۸/

" حصہ سوم دو طرفہ موت ۸/ کندن ۶/

" حصہ چہارم پچاس خون ۸/ صندل ۸/

" حصہ پنجم نیلم کی کان ۸/ زخم بے نشان ۱۲/

محبت کا پھول ۱۰/ بے گناہ ملزم ۱۲/

ملنے کا پتہ۔ رام داس بھاٹیہ تاجر کتب لوہاری دروازہ لاہور